نمبر ۶۸ | مورخہ ۲۸ فروری سنہ ۱۹۳۰ء | یوم جمعہ | مطابق ۲۸ رمضان سنہ ۱۳۴۸ھ | جلد ۱۷

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی صحت خدا کے فضل و کرم سے اچھی ہے ؛

۲۰ر فروری احمدیہ گرلز سکول کا معائنہ اسسٹنٹ انسپکٹرس صاحبہ نے کیا۔ سکول کی بلڈنگ کی تعریف کی۔ اور اپنی رائے ظاہر کی۔ کہ جس قدر لڑکیاں اس سکول میں پڑھتی ہیں۔ اتنی تعداد اور کسی ایسے سکول میں نہیں پائی جاتی۔ اس سے جماعت احمدیہ کی لڑکیوں کی تعلیم و تربیت کے متعلق دلچسپی کا ثبوت ملتا ہے ؛

جناب حافظ صوفی غلام محمد صاحب بی۔ اے نے محلہ دارالرحمت کی مسجد میں نماز تراویح میں جو قرآن کریم سُنانا شروع کیا ہُوا تھا۔ وہ ۲۳ر رمضان المبارک کی رات کو ختم ہُوا۔ مسجد کا اندرونی حصہ مردوں۔ عورتوں سے بھر جانے کی وجہ سے باہر صحن میں بھی نمازی موجود تھے۔ ختم قرآن کریم کے بعد آخری رکعت میں رکوع سے کھڑے ہونے پر جناب صوفی صاحب نے دیر تک قرآن کریم اور احادیث کی ادعیہ بلند آواز سے رقت آمیز لہجہ میں پڑھیں۔ پھر خاصی دیر تک اُردو میں دعائیں کرتے رہے۔ اس وقت سارے مجمع پر بے حد رقت طاری تھی۔ اور خالق دوعالم کے حضور آہ و بکا نالہ وزاری سے خاصہ شور پیدا ہو گیا تھا اسلام کیلئے سلسلہ کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کے لئے۔ تمام جماعت کے لئے دعائیں کی گئیں۔ نماز ختم ہونے کے بعد حاضرین میں شیرینی تقسیم کی گئی۔ جو محلہ کے بعض احباب نے پیش کی تھی۔ جناب صوفی صاحب کی خدمت میں مبارکباد پیش کی گئی۔ اور تحریک ہوئی۔ کہ اس خوشی میں کوئی تحفہ انہیں دیا جائے۔ اس پر انہوں نے مقتدیوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک دفعہ فرمایا تھا۔ قرآن حفظ کر لو۔ اس پر میں نے کوشش شروع کی۔ لیکن آپ کی زندگی میں پورا سے مکمل طور پر حفظ نہ کر سکا۔ پھر حضرت خلیفۃ المسیح اول رضی اللہ عنہ نے تاکید فرمائی۔ اور جب میں نے سارا قرآن حفظ کرنے کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح کو اطلاع دی۔ تو آپ نے راستہ چلتے چلتے ٹھیر کر شکر کا سجدہ کیا۔ اور بہت ہی خوش ہوئے میں احباب سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ احباب دعا کریں۔ مجھے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ملنے تک قرآن کریم یاد رہے۔ اور میں آپ سے بھی عرض کر سکوں۔ کہ میں نے آپ کے ارشاد کے مطابق قرآن کریم حفظ کر لیا ؛

مسجد مُبارک میں چونکہ سحری کو نماز تراویح پڑھی جاتی تھی۔ اس لئے ۲۵۔ رمضان کو سحری کے وقت حافظ عطاءاللہ صاحب نے قرآن کریم ختم کیا۔ دُعا کے بعد یہاں بھی شیرینی تقسیم کی گئی ؛

مسجد اقصیٰ میں انشاء اللہ ۲۸۔ کو قرآن ختم ہوگا۔ اور اسی دن مولانا مولوی سیّد سرور شاہ صاحب درس میں جو قرآن سنا رہے ہیں۔ وُہ ختم ہوگا۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ دعا فرمائیں گے۔ جس میں مرد و عورت کثیر تعداد میں شریک ہونگے ؛

اطلاع :- عید الفطر کی وجہ سے ۴ مارچ کا اخبار شائع نہ ہوگا۔ دوسرا ۷ مارچ کا۔ ۲ صفحہ

خداتعالےٰ کے سنن اور عادات کا مطالعہ ضروری ہے

قرآن شریف کو پڑھتے ہوئے خداتعالےٰ کے صفات اس کے عادات۔ مختلف اقوام کے ساتھ ان کے اعمال کے موافق جو اس کے سنن ہیں۔ اس کی رضامندی کا اظہار کن امور کے متعلق ہے۔ کن باتوں کو وُہ مکروہ اور ناپسند کرتا ہے۔ انسان کی زندگی کی غرض و غایت اور مختلف اعمال کی مختلف پاداش کیا کیا ہے کم از کم ان باتوں کا خیال رکھنا از حد ضروری ہے انسان کا معاملہ خداتعالےٰ کے ساتھ چند روزہ نہیں۔ یہ دنیا صرف چند روزہ کھونا نہیں کہ بنا اور بگڑ گیا۔ خداتعالےٰ کی مقدس ذات اور اُس کے مبارک ہاتھ ان عیوب سے بالکل منزہ اور مطہر ہیں۔ پس وُہ مفید علوم جو انبیا علیہم السلام کے ذریعہ سے انسان کے لئے بطور رحمت کے آئے ہیں۔ ان کا مطالعہ روزانہ ضروری ہے۔ اور ان پر غور و فکر سے کام لینا بھی بہت زیادہ مفید۔ اور نہایت ہی فائدہ بخش ہے اکثر انسان فی زمانہ ان علوم منزلہ کی قدر نہیں کرتے۔ بلکہ اپنی مروجہ تہذیب اور اپنے نفسانی اغراض کی پیروی کو ہی اپنے لئے تسلی بخش اور موجب اطمینان تصور کر لیتے ہیں۔ مگر اس غلطی کا نتیجہ جو ان اشخاص کو مل رہا ہے۔ خودکشی۔ عدم طمانینت۔ عدم قناعت اور بجز دائمی اضطراب کے اور کچھ نہیں۔ ان کے پاس گو لاکھوں اور کروڑوں روپے ہوں۔ مگر دل کی ٹھنڈک نصیب نہیں۔ وجہ صرف یہی ہے۔ کہ نفس کی تہذیب جن امُور سے ہو سکتی ہے۔ ان کو وہ بالکل ہی ہیچ اور نکما سمجھ رہے ہیں۔ نہ ہی نفس کا خداتعالےٰ کے علم کے ماتحت تزکیہ کرتے ہیں اور نہ ہی حظوظ نفس کے ان فوائد سے مستفید ہو سکتے ہیں۔ جو خداتعالےٰ کی تعلیم کے واسطے نفس انسانی میں پیدا ہو سکتے ہیں۔ اور اس کی دنیا۔ اور اس کی آخرت کے لئے از حد مفید ہیں۔ انسان کا ہر فعل اور اس کا ہر قول اس کے دل و دماغ پر ایک گہرا اثر ڈالتا ہے۔ پھر اس کے کچھ نتائج نکلتے ہیں۔ اور ان نتائج سے پھر ایک کیفیت پیدا ہوتی ہے۔ جو دل و دماغ پر رجس یا تزکیہ کا انطباعی اثر چھوڑ جاتی ہے۔ پس وہ غلط کار انسان جو اپنی رفتار میں استقامت اور صلاحیت پیدا نہیں کرتا۔ اس بات سے کبھی غفلت میں نہ رہے۔ کہ اس سے بازپُرس نہ ہوگی۔ اور اسے خمیازہ نہ بھگتنا پڑے گا۔ آنکھ اگر کسی حکیم کی حکمت بھری صنعت سے حصہ لے رہی ہے اور لغو نہیں ہے۔ تو اس کا بُرا استعمال بھی قابل پرسش ضرور ہے دماغ اگر مختلف علوم کے لئے بطور خزانے کے ہے تو ایک نہ ایک دن اس کی بری تدابیر بھی خود اس کا ہی احاطہ کئے بغیر نہ رہ سکیں گی اسی طرح ہاتھ بھی اپنے کئے کا مزا چکھیں گے۔ اور وہ پاؤں بھی ٹھوکروں سے خالی نہ رہیں گے۔ جو سنبھل کر سیدھا رخ رکھنے میں احتیاط نہیں کرتے۔ مگر سب سے زیادہ وُہ خشک زاہد قابل پرسش ہوگا۔ جو بری حرکات کے لئے نہایت ہی گستاخی اور دلیری سے کام لیتا ہے۔ کیا اس نے کبھی خداتعالےٰ کی اس عادت کا مطالعہ نہیں کیا۔ انی لغفار لمن تاب و اٰمن و عمل صالحًا ثم اھتدٰی ؛ وضاقت علیھم الارض بما رحبت ؛ کہ میں تو غفار ہوں۔ مگر اس کے حق میں جو توبہ کرتا ہے اور ہمارا وجود اپنے سامنے رکھتا ہے۔ اعمال صالحہ پر عمل پیرا ہوتا ہے۔ اور ہدایت اس کا دائمی وطیرہ ہوتا ہے ؛ اسی طرح اُن پر جنہوں نے ایک غلطی کی تھی۔ زمین باوجود کھلی ہونے کے تنگ ہو گئی تھی ؛

کہاں ہیں وُہ خوش اعتقاد جو برائیوں میں مبتلا ہو کر کہدیا کرتے ہیں۔ خداتعالےٰ غفور رحیم ہے۔ وہ گناہ معاف کر دے گا کونسا مضائقہ ہے۔ کیسا بیہودہ خیال ہے۔ جو ان کے نفس نے ان کے لئے بنا کر انہیں شیطان کے حوالے کر دیا۔ انھم اتخذوا الشیاطین اولیاء من دون اللہ۔ یہی تو ہیں۔ جنہوں نے اللہ کے سوا شیاطین کو اپنا ولی بنا لیا ہے۔ جیسا معلم ویسے ہی شاگرد ؛

حضرات جس آدمؑ کی ہم اولاد ہیں۔ اس کو تو لم نجد لہٗ عزمًا ہم نے غلطی میں اس کا عزم نہیں پایا۔ کہتے ہوئے بھی سزا سے نہ چھوڑا گیا۔ پھر نہیں معلوم۔ تمہاری مٹی کوئی نرالی قسم کی ہے۔ جو کسی طرح بھی قابل گرفت نہیں ہوگی۔ خواہ تم کچھ کرو۔ انسان اگر اپنے اقوال و افعال کے اثرات کا معمولی مطالعہ بھی کرے گا تو اسے فوراً معلوم ہو جائے گا۔ کہ یہ کردنی اور ناکردنی افعال خداتعالےٰ کے اس عالم صغیر (انسان) اور اس کے عالم کبیر پر کچھ نہ کچھ اثر چھوڑے بغیر نہیں رہ سکتے جس طرح زید کا گالی دینا ایک اثر پیدا کئے بغیر نہ رہے گا۔ اسی طرح زید سے گالی کی عادت نہ چھوڑانے والا بھی پورا آرام حاصل نہ کر سکے گا۔ وقس علیہ ماوراءہٗ۔ یہ دنیا تو الحق نے حق رکھتے ہوئے پیدا کی ہے۔ اور انسان کے ہر قسم کے اعمال کے لئے وقتی اعمال گاہ ہے۔ چونکہ احسن تقویم کی مخلوق اپنی اس موجودہ بناوٹ میں خداتعالےٰ کے افعال کے ساتھ پوری موافقت کرنے میں بآسانی رام ہونے والی نہ تھی۔ الا ماشاءاللہ۔ اس لئے اس کے تزکیہ نفس کے لئے خاص خاص قسم کی ریاضت لابدی اور ضروری رکھ دی گئی ہے۔ اور اس طرح اُسے گویا اپنے کئے پر ہی ماجور یا ماخوذ ہونے کا کافی موقعہ دے دیا گیا ہے۔

پس بہت ہی نادان ہے وُہ شخص۔ جو خداتعالےٰ کے عادات کا سہل انگاری سے موازنہ کرنا چاہتا ہے۔ جو ہستی الحکیم ہے۔ اور جس کا وسیع علم ہر طرح بے عیب ہے۔ اور جو ہر قسم کی خامی سے الگ ہونے کے باعث کسی قسم کی لغزش کے محل میں دخل دینے سے بالکل علیحدہ ہے۔ اس کی جو عادات اور اس کے جو سنن ہیں۔ وہ کبھی مبدل ہوئے اور نہ ہوں گے مگر افسوس ان پر ہے۔ جو اُس حقیقی مستحق الوہیت کے قائم مقام اپنے نفس کو کھڑا کر کے اس کے ان انعامات کا وارث ہونا چاہتے ہیں۔ جو صرف ایاک نعبد کے مخلصانہ اقرار پر ہی منحصر و موقوف کر دیے گئے ہیں۔ وان اوھن البیوت لبیت العنکبوت لو کانوا یعلمون۔ بھلا اُس گھر نے کیا پناہ دینی ہے۔ یا کیا راحت پہنچانی ہے۔ جو مکڑی کے گھر کی طرح ہے۔ عقلمندوں کا تو ایسا شیوہ کبھی بھی نہ ہونا چاہیئے۔

(شیخ) عبدالرحیم - قادیان

نیروبی (افریقہ) میں مسجد احمدیہ کی تعمیر

میں نیرو۔ جو نیروبی سے دو سو میل بجانب ابے سینیا واقعہ ہے۔ مسجد کے چندے کے لئے گیا۔ جہاں ہمارے نہایت مخلص چند احمدی احباب سکونت رکھتے ہیں۔ انہوں نے اسی سال ایک مسجد نیرو میں بہت عمدہ موقعہ پر ۳۰۰۰ شلنگ خرچ کر کے تعمیر کرنے کے باوجود نہایت فراخدلی اور گرمجوشی سے میری حوصلہ افزائی کی۔ اور مجھے ۵۰۰ا شلنگ برائے تعمیر مسجد اور ۴۰ شلنگ جلسہ سالانہ کے لئے نقد عطا کرنے کے علاوہ کچھ اور شلنگ چند یوم کے بعد روانہ کرنے کا وعدہ کیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ اور جملہ احمدی احباب سے درخواست ہے۔ کہ وُہ نیرو کے احباب کے لئے دعا فرمائیں۔ کہ خداوند کریم ان کے مالوں میں برکت دے۔ اور دین و دنیا میں کامیاب کرے ؛

(۱) ڈاکٹر ولایت شاہ صاحب انچارج نیرو ہسپتال ۴۰۰ شلنگ (۲) ابراہیم احمد صاحب سکرٹری انجمن احمدیہ نیرو ۵۰۰ شلنگ (۳) یوسف حاجی صاحب نیرو ۵۰۰ شلنگ (۴) آمین یوسف صاحب نیرو ۵ شلنگ (۵) ماسٹر چراغدین صاحب ممباسہ ۵۰ شلنگ (۶) مسٹر فیض اللہ صاحب ممباسہ ۵۰ شلنگ قسط (۷) مسٹر صالح محمد صاحب ممباسہ ۱۰۰ شلنگ قسط (۸) سید معراجدین صاحب نیروبی ۱۰۰ شلنگ قسط دوئم (۹) شیر محمد بٹ صاحب نیروبی ۱۰۰ شلنگ (۱۰) ڈاکٹر سلطان علی صاحب نیروبی ۱۰۰ شلنگ (۱۱) سید یعقوب علی امتیاز علی صاحب نیروبی ۱۰۰ شلنگ (۱۲) مسٹر محمد گل مارش صاحب نیروبی ۲۰۰ شلنگ (۱۳) نور احمد صاحب نیروبی ۲۵ شلنگ ؛

جن احمدی احباب نے میرے ممباسہ جانے پر مجھ سے وعدے کئے ہیں امید ہے۔ وہ بھی جلدی مسجد کی ضروریات کو مدنظر رکھتے ہوئے چندے روانہ کر کے ثواب دارین حاصل کرینگے۔ خاکسار عمر دین احمدی محاسب انجمن احمدیہ نیروبی

سنٹرل بنک گورداسپور کے ڈائرکٹروں کا انتخاب

مسلمان امیدوار مسلم آبادی کی کثرت کے باوجود منتخب نہ ہو سکے

چند روز ہوئے۔ تمام ضلع کی مجالس امداد باہمی کے نمائندے سینکڑوں کی تعداد میں گورداسپور جمع ہوئے۔ ان کے علاوہ سنٹرل بنک گورداسپور کے حصہ داران بھی سالانہ جلسہ سنٹرل میں شامل ہوئے۔ اس ضلع میں مسلمانوں کی امداد باہمی کی سوسائٹیاں غیر مسلموں کی سوسائٹیوں سے تعداد میں بہت زیادہ ہیں۔ اور کیوں نہ ہوں۔ آبادی بھی مسلمانوں کی زیادہ ہے یعنی دیہاتی مسلمان بمقابلہ ہندو اور سکھوں کے بہت زیادہ تعداد میں ہیں۔

اس جلسہ میں علاوہ دیگر پروگرام کے تین نئے ڈائرکٹروں کا سنٹرل بنک کے لئے انتخاب ہونا تھا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ غیر مسلم اصحاب نے جن کو امداد باہمی کے کام میں زیادہ شوق ہے۔ بہت کوشش اور پروپاگنڈا کے ذریعہ قریباً قریباً تمام سوسائٹیوں کے نمائندے اس جلسہ میں جمع کر لئے۔ اس لئے ہندو اور سکھ رائے دہندگان کی مجموعی تعداد مسلمانوں سے اس جلسہ میں زیادہ ہو گئی۔ جب تین ڈائرکٹروں کے انتخاب کا وقت آیا۔ تو تمام ہندوؤں اور سکھوں نے مسلم امیدواران کے برخلاف رائے دی۔ اور اکثر مسلمانوں نے مسلمان امیدواران کے حق میں رائے دی۔ بعض مسلمان رائے دہندگان نے صرف غیر مسلموں کے مقروض ہونے کی وجہ سے ان کے حق میں رائے دی۔

اس جلسہ کے صدر مسٹر مارسڈن صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر تھے۔ اور مقامی افسران محکمہ امداد باہمی کے علاوہ لاہور سے ملک فتح خان صاحب (ٹوانہ) جوائنٹ رجسٹرار بھی تشریف لائے ہوئے تھے۔ چونکہ تینوں مسلمان امیدواران بمقابلہ غیر مسلموں کے بوجہ کمی تعداد رائے دہندگان انتخاب میں ناکام رہے۔ اس لئے چودھری کیسر سنگھ صاحب ممبر لیجسلیٹو کونسل نے اپنی تقریر میں کارروائی جلسہ کے ختم ہو جانے کے بعد کہا کہ رائے دہندگان کی یہ ذہنیت ہرگز قابل تعریف نہیں۔ انہوں نے اظہار افسوس کیا۔ کہ غیر مسلم رائے دہندگان نے بعض نہایت تجربہ کار قابل اور مفید مسلمان امیدواران کے حق میں رائے نہ دینے میں سخت غلطی کی۔ اور اگر یہی ذہنیت اس ملک میں جاری رہی تو ممکن ہے۔ کہ امداد باہمی کی تحریک بالکل ناکام رہے بعض غیر مسلم رائے دہندگان نے کہا۔ کہ اس ذہنیت کے برخلاف احتجاج کی قطعاً ضرورت نہیں۔ مسٹر مارسڈن صاحب پریذیڈنٹ جلسہ نے بھی تسلیم کیا۔ کہ اس جلسہ میں یہ ذہنیت صاف نظر آتی تھی۔

اس جلسہ میں ضلع گورداسپور کی تمام دیہاتی اور قصباتی آبادی کی تمام قوموں کے نمائندے موجود تھے۔ اور مندرجہ ذیل نتائج اس کارروائی سے اخذ ہوتے ہیں۔

(۱) یہ کہ ایک ہندو نمائندہ قوم ہنود۔ ایم۔ ایل۔ سی کی رائے ہے۔ کہ غیر مسلم ووٹرز مسلمانوں کے حق میں رائے نہیں دیتے۔ اور جو لوگ ایک بنک کی ڈائرکٹری کے لئے کسی قابل سے قابل مسلمان کا انتخاب نہیں کر سکتے۔ ان سے یہ کیسے توقع ہو سکتی ہے۔ کہ کونسل اور اسمبلی کے لئے مسلمانوں کا انتخاب کریں گے۔

(۲) یہ کہ ایک انگریز حاکم ضلع جسے برسوں کا تجربہ ہے۔ اسی نتیجہ پر پہنچ سکتا ہے۔ جس پر مسٹر مارسڈن صاحب پہنچے۔ کہ اس ملک میں بہرحال اس وقت علیحدہ اور قوم وار انتخاب کے سوائے کوئی ذریعہ عام قوموں کے نمائندے منتخب کرنے کا نہیں ہو سکتا۔

(۳) یہ کہ ہندو سکھ ایسے موقعوں پر آپس میں سمجھوتہ کر لیتے ہیں۔ اور ان سے توقع نہیں ہو سکتی۔ کہ وہ کسی مسلمان کے حق میں بمقابلہ اپنے امیدواران کے رائے دیں۔

(۴) یہ کہ جمہوری مجالس میں کامیابی حاصل کرنے کے لئے مسلمانوں کو ضرورت ہے۔ کہ منظم ہو کر پروپاگنڈا کرنا سیکھیں۔ اور جب تک وہ اس کام میں مہارت حاصل نہ کریں گے۔ جمہوری حکومت میں کامیاب نہیں ہو سکتے :

(شیخ چراغ الدین ایڈووکیٹ گورداسپور)

حاجی محمد عمر دین صاحب مرحوم

حاجی محمد عمر دین صاحب ساکن ڈنگہ ضلع گجرات جو ایک عرصہ سے کراچی مقیم تھے۔ اور خطوط نویسی کا کام کرتے تھے۔ سلسلہ احمدیہ کے ایک پرانے خادم نہایت مخلص۔ زاہدانہ و عابدانہ زندگی بسر کرنے میں احمدیت کا ایک سچا نمونہ تھے۔ مجھے حاجی صاحب موصوف کے ساتھ دیرینہ تعلق محبت تھا۔ پہلے حیدرآباد سندھ میں مقیم تھے۔ وہاں سے کچھ عرصہ کے لئے حیدرآباد دکن چلے گئے تھے۔ وہاں سے واپس آ کر چند سالوں سے اب کراچی رہتے تھے۔ اور انجمن کے مکان میں رات گذارتے تھے۔ مکان سے کئی میل کے فاصلہ پر دوسرے احمدیوں کے ساتھ نماز تراویح پڑھنے کے لئے بابو عبدالرزاق صاحب کے مکان پر ہر شب تشریف لاتے تھے۔ جس دن میں کراچی سے واپس قادیان روانہ ہوا۔ اس دن کچھ بخار کی شکایت کرتے تھے۔ مگر ہمت والے آدمی تھے۔ اس واسطے بخوبی چلتے پھرتے تھے۔ اب اچانک ڈاکٹر محمد بخش صاحب احمدی کا خط آیا ہے۔ کہ حاجی صاحب موصوف ۱۱ فروری کو فوت ہو گئے۔ بہت ہی صدمہ ہوا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ط

مرحوم میں ایک بڑی خوبی یہ تھی۔ کہ ہر ایک جس سے ملنے کا اتفاق ہو۔ امیر ہو یا غریب اُسے تبلیغ احمدیت ضرور کرتے تھے۔ اور اپنے دوستوں میں سے ہر ایک کو خواہ بڑا ہو یا چھوٹا اس کے عیوب اور غلطیوں سے ضرور اطلاع کرتے رہتے تھے۔ مگر غائبانہ سب کی خیر خواہی کرتے تھے۔ آمدنی گو بہت نہ تھی۔ مگر سب چندوں میں برابر حصہ لیتے تھے۔ اور اخباریں رسالے اور کتابیں بھی منگواتے تھے۔ اللہ تعالےٰ مرحوم کو جنت نصیب کرے۔ اور بلند درجات عطاء فرمائے۔ عمر ۶۵ سال کے قریب تھی۔ احباب سے درخواست ہے۔ کہ حاجی صاحب کے واسطے دعائے مغفرت کریں۔ (خادم محمد صادق عفی عنہ)

ضلع شاہپور کی احمدیہ انجمنوں کو اطلاع

تمام جماعتہائے احمدیہ ضلع شاہپور سرگودھا کی خدمت میں ۱۰ فروری کو لکھا گیا تھا کہ ۱۶ فروری بروز اتوار بمقام سرگودھا ایک ضروری جلسہ ہو گا جس میں ہر ایک انجمن اپنا ایک ایک نمائندہ بھیجے۔ مگر سوائے چند ایک کے کسی نے نمائندہ نہیں بھیجا۔ چونکہ تجاویز نہایت اہم ہیں۔ اور سارے ضلع کی انجمنوں سے متعلق ہیں۔ اس واسطے یہ فیصلہ ہوا ہے۔ کہ میلہ کھیوڑہ اسیاں کے موقع پر ایک عام اجلاس منعقد کیا جائے۔ لہٰذا تاریخ ۱۴ مارچ بروز جمعہ بوقت پانچ بجے شام بر موقع میلہ تبلیغی کیمپ میں یہ اجلاس ہو گا۔ ہر ایک انجمن اپنا نمائندہ مقررہ تاریخ کو ضرور بھیجدے۔ (خاکسار محمد سعید سیکرٹری تبلیغ انجمن احمدیہ)

فاروق کی خریداری کیلئے خاص رعایت

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے سالانہ جلسہ پر فاروق کی خریداری کیلئے جو احباب کو یہ سفارش فرمائی تھی۔ کہ "میں دوستوں سے سفارش کرتا ہوں۔ کہ جہاں تک ہوسکے فاروق کی خریداری بڑھائیں"۔ اس سفارش کو زیادہ کامیاب بنانے کے لئے خاکسار ایڈیٹر فاروق نے یہ تجویز کی ہے۔ کہ جو دوست اس سفارش کا احترام کرتے ہوئے ماہ رمضان المبارک میں فاروق کی خریداری منظور فرمائینگے۔ ان کو ایک روپیہ دو آنہ کی مندرجہ ذیل دو کتابیں جو نہایت مفید اور کارآمد ہیں۔ بطور انعام مفت دیجائینگی۔ ہدایات زریں۔ جو حضرت فضل عمر خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ نے خاص ان احباب کے واسطے فرمائی ہیں۔ جو تبلیغ اسلام و سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اشاعت کا شوق رکھتے ہیں۔ نہایت اعلیٰ کاغذ عمدہ لکھائی۔ جیبی تقطیع۔ قیمت ۱ر۔ تنقید صحیح۔ فرقہ بابیہ کی اس کتاب کا مکمل اور مدلل جواب مولوی جلال الدین صاحب شمس مولوی فاضل مبلغ فلسطین نے رقم فرمایا ہے۔ جو بابیوں نے سلسلہ احمدیہ کے خلاف لکھکر بمبئی سے شائع کی تھی۔ قیمت ۸ر۔ پس جو دوست فاروق کی ایک سال کے لئے خریداری کی درخواست کرینگے۔ ان کو یہ دونو کتابیں مفت فاروق کے سالانہ چندہ میں بذریعہ وی۔ پی ارسال ہونگی۔ صرف محصول ڈاک ان کے ذمہ ہوگا۔ فاروق کا سالانہ چندہ چار روپے ہے۔ اور مہینے میں چار بار شایع ہوتا ہے۔ کتابوں کا وی پی۔ چار روپیہ چھ آنہ میں بھیجا جائیگا۔ درخواستیں برائے خریداری فاروق زیر پتہ ذیل پر ارسال کریں۔ اور ڈبل ثواب کے مستحق ہوں ایک تو حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی سفارش پر عمل ہوگا۔ دوم ماہ رمضان المبارک میں ایک نیک تحریک پر آگے بڑھنے سے دوہرا ثواب ملیگا۔ والسلام (المعلن منیجر فاروق قادیان پنجاب)

بہار احمدیہ پراونشل کانفرنس

خدا نے چاہا۔ تو بہار احمدیہ پراونشل کانفرنس کا دوسرا سالانہ جلسہ ۱۴۔۱۵۔۱۶ مارچ ۱۹۳۶ء کو بھاگلپور میں منعقد ہوگا۔ امسال مجلس شوریٰ میں بہت سے ضروری اور اہم امور پیش ہونگے۔ مجلس شوریٰ کے علاوہ جلسہ وعظ و لیکچر کا بھی انتظام کیا گیا ہے۔ امید کی جاتی ہے۔ کہ باہر سے بھی مقررین تشریف لائینگے۔ بہار کے احمدی دوست جہاں کہیں بھی ہوں۔ اس کانفرنس میں ضرور شریک ہوں۔ اور بطور خود دوستوں کو شرکت کی دعوۃ دیں۔ خاکسار ـــــــ

درزی کی ضرورت

موضع صالح نگر ضلع آگرہ میں احمدیوں کی ایک جماعت ہے۔ اور سارا گاؤں قریباً مسلمان ملکانوں کا ہے۔ وہاں کی جماعت کے دوست التماس کرتے ہیں۔ کہ کوئی بھائی احمدی درزی اس جگہ آکر ان کے گاؤں میں دکان کرے۔ کیونکہ یہاں درزی کے کام کی بہت ضرورت ہے۔ ایسا شخص ان کے لڑکوں کو قرآن شریف اور اردو پڑھا دیا کرے۔ وہ اس کے لئے دو ڈھائی بیگھہ کھیت اپنے ہل اور بیلوں سے بو دیا کرینگے۔ سلائی کی مزدوری بھی بہت ملیگی۔ فرصت کے وقت وہ تبلیغ احمدیت بھی کیا کرینگے۔ جو بھائی جانا چاہیں۔ وہ ناظر دعوۃ و تبلیغ کے ساتھ مشورہ کرلیں۔

ـــــــ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان) ـــــــ

ضرورت: ایک سٹینوگرافر کی ضرورت ہے۔ جو ٹائپ کے کام سے واقف ہو۔ اور شارٹ ہینڈ بھی جانتا ہو تنخواہ ۴۰ روپے ماہوار ہوگی۔ درخواستیں بمعہ سندات آنی چاہئیں۔ ناظر امور عامہ قادیان

نارتھ ویسٹرن ریلوے کے ٹائم ٹیبل میں تبدیلی

(۱) موسم گرما کے ریلوے ٹائم ٹیبل میں جو یکم مارچ ۱۹۳۰ء سے شروع ہوگا۔ اہم تبدیلیاں کی گئی ہیں مفصل اوقات معلوم کرنیکے لئے تمام بڑے بڑے ریلوے سٹیشنوں اور ریلوے بک سٹالوں سے مارچ ۱۹۳۰ء کا ٹائم اینڈ فیئر ٹیبل ملاحظہ کریں۔ جو ۱۲ فروری ۱۹۳۰ء سے بکنا شروع ہو گیا ہے۔

پشاور چھاؤنی۔ لاہور۔ دہلی براہ سہارنپور

ان مسافروں کے آرام کے لئے جو براہ راست یو۔پی اور بنگال سے آتے جاتے ہیں ۱ اپ اور ۲ ڈاؤن کلکتہ میل جو اس وقت صرف راولپنڈی تک ہی آتی جاتی ہیں۔ پشاور چھاؤنی تک چلا کرینگی ۱ اپ کلکتہ میل ۷ بجے سہارنپور سے چھوٹیگی اور ۹-۵ پر لاہور پہونچیگی۔ لاہور سے ۹-۳۰ پر چلکر ۲۰-۵۵ پر پشاور چھاؤنی پہونچ جایا کریگی۔ ۲ ڈاؤن کلکتہ میل پشاور چھاؤنی سے ۷-۰ بجے چلکر ۱۸-۱۵ پر لاہور پہونچیگی۔ وہاں سے ۱۸-۳۵ پر روانہ ہوکر ۱-۱۵ سہارنپور پہونچ جائیگی۔ ۱ اپ اور ۲ ڈاؤن کلکتہ میل میں تیسرے درجے کے مسافر لاہور اور پشاور چھاؤنی کے درمیان نہیں جاسکیں گے جیسا کہ اب ہو رہا ہے۔

(۲) دونوں درجہ کے مسافروں کے لئے ایک فاسٹ ایکسپریس ٹرین لاہور اور پشاور کے درمیان حسب ذیل اوقات پر چلا کرے گی۔

ڈاؤن ٹرین	اپ ٹرین
۷،۳۵ پشاور سے روانگی	۸-۳۵ لاہور سے روانگی
۱۲-۳۵ آمد راولپنڈی	۱۷-۳۵ آمد راولپنڈی
۱۲-۴۸ روانگی راولپنڈی	۱۷-۵۰ روانگی راولپنڈی
۲۰-۳۰ آمد لاہور	۲۲-۲۵ آمد پشاور چھاؤنی

(۳) ان تبدیلیوں کے نتیجہ میں ۸۵ اپ اور ۸۶ ڈاؤن بمبئی میل براہ جی۔آئی۔پی ریلوے لاہور تک آیا کرے گی۔ اور یہیں سے چلا کرے گی۔

(۴) ۱۵ اپ اور ۱۶ ڈاؤن ڈیرہ ددن پسنجر ٹرینیں جو اب لاہور اور ڈیرہ ددن کے درمیان چلتی ہیں۔ پشاور تک آیا جایا کرینگی۔

(۵) ۱۷ اپ اور ۱۸ ڈاؤن لکھنؤ ایکسپریس ٹرینیں جو اب پشاور چھاؤنی اور لکھنؤ کے درمیان چل رہی ہیں۔ گرانڈ کارڈ کے رستہ سے ہوڑہ تک آیا جایا کرینگی۔

لاہور۔ دہلی کے درمیان براستہ بھٹنڈا

(۶) ۹ اپ اور ۱۰ ڈاؤن ایکسپریس ٹرینیں جو اس وقت لاہور اور ہوڑہ کے درمیان براستہ بھٹنڈا اور آگرہ چل رہی ہیں۔ آئندہ صرف دہلی اور لاہور کے درمیان چلینگی۔ اور راستہ میں کئی سٹیشنوں پر کھڑی ہوا کریں گی۔

لاہور کراچی سٹی کے درمیان

(۷) ۷ اپ کراچی میل کراچی سٹی سے ۲۲-۵ کے بجائے ۲۰-۵۵ پر روانہ ہوکر ۱۸-۱۵ پر لاہور پہنچا کرے گی۔ جہاں یہ ۲ ڈاؤن کلکتہ میل کے ساتھ مل جایا کریگی۔

(۸) ۸ ڈاؤن کراچی میل ۸-۰ کے بجائے ۹-۳۵ پر لاہور سے روانہ ہوکر ۷-۱۵ پر کراچی سٹی پہونچیگی

سماسٹہ اور بھٹنڈا کے درمیان

(۹) ۳۰ ڈاؤن پسنجر ۱۱-۵ پر سماسٹہ سے روانہ ہوکر ۱۲-۲ پر ۲۹ اپ کراچی میل سے بھٹنڈا میں ملا کریگی اور وہاں سے ۲۲-۵۵ پر روانہ ہوکر ۲-۵۲ پر راجپورہ پہونچیگی۔ اور شملہ ایکسپریس سے مل جائیگی۔ (۱۰) ۲۹ اپ ایکسپریس ۲۰ اپ شملہ ایکسپریس سے ملنے کے بعد ۳-۴۷ پر راجپورہ سے چلیگی۔ اور ۷-۵ پر بھٹنڈا پہونچیگی ۷-۱۲ پر بطور پسنجر ٹرین روانہ ہوگی۔ اور ۱۰-۱ پر سماسٹہ پہونچیگی۔ جہاں یہ ۳۰ ڈاؤن کراچی میل سے ملیگی۔ یہ دونوں گاڑیاں سماسٹہ اور بھٹنڈا کے درمیان ہر سٹیشن پر کھڑی ہونگی۔ مذکورہ بالا تبدیلیوں کے نتیجہ میں ۲۵ اپ اور ۲۶ ڈاؤن پسنجر ٹرینیں بھٹنڈا اور سماسٹہ کے درمیان چلنا بند ہو جائینگی۔

پٹھانکوٹ۔ امرتسر کے درمیان

(۱۱) ۱۷۵ اپ پسنجر ۴-۸ پر پٹھانکوٹ سے روانہ ہوگی۔ اور ۲۰-۴ پر امرتسر پہونچکر رک جائیگی۔ اور ۸ اپ ڈیرہ ددن پسنجر سے لاہور جانے کیلئے مل جائیگی۔ یہی ۸-۳ پر پھر امرتسر سے روانہ ہوگی۔ اور ۹-۴ پر لاہور پہونچ جائیگی۔

عام اطلاع:- (۱۲) امرتسر بٹالہ قادیان لائن کی تمام ٹرینوں کے اوقات میں تبدیلی کر دی گئی ہے (۱۳) حسب ذیل زائد گاڑیاں یکم مارچ ۱۹۳۰ء سے جاری کی جائینگی۔

نمبر شمار	نمبر گاڑی	سٹیشن روانگی	وقت روانگی	سٹیشن رسید	وقت رسید	
۱	۶۶ ڈاؤن	رکھ	۱۲-۱۰	لاڑکانہ	۱۳-۳۲	
۲	۱۹۱ اپ	چک جھمرہ	۶-۱۰	چنیوٹ	۷-۰	
۳	۱۹۲ ڈاؤن	چنیوٹ	۸-۲۷	چک جھمرہ	۵-۱۷	
۴	۲۴ "	کالکا	۱۵-۲۰	پانی پت	۲۱-۱۹	یہ گاڑیاں براہ راست دہلی سے آئیں گی اور جائینگی۔
۵	۲۳ اپ	پانی پت	۱۹-۴۶	کالکا	۱-۱۵	
۶	۸۸/۲۱ "	لاہور	۲۲-۵	کالکا	۶-۴۵	
۷	۸۷/۲۲ "	کالکا	۲۲-۵۵	لاہور	۷-۰	
۸	۶۶ ڈاؤن	سیالکوٹ	۴-۳۵	وزیرآباد	۶-۴	
۹	۸۹ اپ	وزیرآباد	۲۳-۵	سیالکوٹ	۰-۲۷	
۱۰	۶۳ "	روہڑی	۴-۳۹	سکھر	۴-۵۹	
۱۱	۵۵ "	لاہور	۸-۳۵	پشاور چھاؤنی	۲۲-۲۵	
۱۲	۵۴ ڈاؤن	پشاور چھاؤنی	۷-۲۵	لاہور	۲۰-۳۰	
۱۳	۴۱ اپ	گوجرخان	۱۳-۴۷	راولپنڈی	۱۵-۴۲	
۱۴	۴۲ ڈاؤن	راولپنڈی	۱۶-۳۰	گوجرخان	۱۸-۴۸	
۱۵	۵۱ اپ	جسڑ	۱۴-۱۵	چک امرو	۱۵-۴۵	
۱۶	۵۲ ڈاؤن	چک امرو	۱۶-۰	نارووال	۱۸-۲۹	
۱۷	۵۲ "	لاہور	۲۳-۱	امرتسر	۳۵	یہ براہ راست پٹھانکوٹ جائیگی۔

(۱۴) بعض گاڑیوں کے اوقات میں تبدیلی اور مذکورہ بالا گاڑیوں کے اجراء کے نتیجہ میں بعض گاڑیاں منسوخ کر دی گئی ہیں (ب) ۲۸ اور ۱/۳ کی درمیانی شب سے گاڑیوں میں اس طرح رد و بدل ہو جائیگا۔

(۱) ۸۵ اپ بمبئی میل براہ جی۔آئی۔پی جو ۱/۳ کو لاہور پہونچیگی وہیں بس ہو جائیگی (۲) ۳۰ ڈاؤن جو پشاور سے ۲/۲۸ کو چلیگی۔ براہ راست ڈیرہ ددن جائیگی۔ (۳) ۱۹ اپ جو ۱/۳ کو لاہور پہونچیگی وہیں بس ہو جائیگی۔ (۴) ۴۸/۲۱ اپ ۸۸/۲۲ اپ کالکا ایکسپریس گاڑیاں علی الترتیب لاہور اور کالکا سے ۲/۲۸ کو شروع ہوں گی۔ (۵) ۵۲ ڈاؤن پسنجر ۲/۲۸ کو لاہور سے شروع ہوگی۔

(۶) ۷ اپ کراچی میل ۲۰-۵۵ منٹ پر ۲/۲۸ کو کراچی سے چلے گی۔ اور نئے اوقات کے مطابق چلے گی۔

(۷) ۳۲ ڈاؤن پسنجر جو ۱/۳ کو ۰-۱۳ پر گلا نوالہ پہونچے گی براہ راست کراچی جائے گی۔ خانپور تک تو یہ موجودہ اوقات کے مطابق چلیگی۔ اور اس سے آگے نئے اوقات کے ماتحت لیٹ ٹرین کی حیثیت سے (۸) ۲۸ ڈاؤن پسنجر جو ۱/۳ کو خانپور پہونچیگی وہیں بس ہو جائیگی۔ (۹) ۵۵ اپ پسنجر ۲/۲۸ کو ۲۲-۴۹ پر ملتان چھاؤنی سے روانہ ہوگی۔ اور ۴۳ اپ پسنجر کے اوقات کے مطابق چلیگی (۱۰) ۴۳ اپ پسنجر ۲/۲۸ کو ۲۳-۵ پر ملتان چھاؤنی پہونچکر منٹگمری تک موجودہ اوقات کے ماتحت چلیگی۔ منٹگمری سے آگے یہ ۹۹ اپ کے اوقات کے ماتحت لیٹ ٹرین کی حیثیت سے چلیگی۔

(۱۱) ۳۱ اپ پسنجر ۲/۲۸ کو ۱-۳ پر خانپور پہونچکر سماسٹہ تک موجودہ اوقات کے ماتحت چلیگی۔ اور سماسٹہ سے یہ ۴۹ اپ کے نئے اوقات کے ماتحت ملتان چھاؤنی پہونچ کر ختم ہو جائیگی۔ (۱۲) ۲۷ اپ پسنجر ۲/۲۸ کو ۲۲-۱۰ پر روہڑی پہونچکر بس ہو جائیگی۔ (۱۳) ۳۰ ڈاؤن ایکسپریس ۲/۲۸ کو ۱۹-۳۵ پر بھٹنڈا پہونچکر وہاں سے نئے اوقات کے مطابق ۲۲-۵۵ پر چلیگی۔ (۱۴) ۴۸ ڈاؤن پسنجر ۲/۲۸ کو ۲۲-۲۸ پر دھوری پہونچکر وہاں سے ۱/۳ کو ۰-۵ پر نئے اوقات کے مطابق چلیگی۔ (۱۵) ۵۴ اپ پسنجر جسے ۲/۲۸ کو ۲۳-۱۱ پر فیروزپور چھاؤنی سے چلنا چاہئے تھا۔ وہاں سے ۱/۳ کو ۵-۲۶ پر چلیگی (۱۶) ۴۰ ڈاؤن پسنجر ۲/۲۸ کو ۲۳-۳۲ پر لائلپور پہونچ کر آگے ملتان چھاؤنی تک موجودہ اوقات کے مطابق چلے گی۔ اور ملتان چھاؤنی سے نئے اوقات کے موجب چلے گی۔

(۱۷) ۲۶ اپ پسنجر ۲/۲۸ کو ۲۲-۴۳ پر گوجرہ پہونچ کر موجودہ اوقات کے مطابق چلے گی۔ اور لائلپور پہونچ کر ختم ہو جائے گی۔

تھرو سروس گاڑیوں کے اوقات میں تبدیلی

مندرجہ ذیل تھرو سروس گاڑیاں اس لائن پر چلا کریں گی۔ اول اور دوم درجہ کا ایک لوگی ڈبہ پشاور بمبئی وکٹوریہ ٹرمنس سروس پر نمبر ۲ ڈاؤن میل کے ساتھ پشاور چھاؤنی اور لاہور کے درمیان اور نمبر ۲۶ ڈاؤن میل کے ساتھ لاہور اور دہلی کے درمیان اور واپسی پر نمبر ۸۵ اپ میل کے ساتھ دہلی اور لاہور اور نمبر ۱ اپ کے ساتھ لاہور اور پشاور چھاؤنی کے درمیان چلا کریگا۔

درجہ اول و دوم کا ایک بوگی ڈبہ ایک بوگی ہر ایک برائے سامان اور درجہ سوم کے کمرے لاہور سٹو پلائم سروس پر نمبر ۵۵ ڈاؤن اور نمبر ۵۶ اپ ایکسپریس کے ساتھ لاہور اور دہلی کے درمیان لگائے جایا کرینگے۔

درجہ اول و دوم کا ایک بوگی ڈبہ جھانسی ڈیرہ دون سروس پر نمبر ۱۷ اپ پسنجر کی بجائے نمبر ۸۵ اپ میل کے ساتھ دہلی اور سہارنپور کے درمیان لگایا جایا کریگا۔ واپسی میں یہ ڈبہ بدستور سابق ۳۶ ڈاؤن میل کے ساتھ لگتا رہیگا۔

درجہ اول و دوم کا ایک بوگی ڈبہ جوڑہ پشاور چھاؤنی سروس پر جو آجکل غازی آباد اور پشاور چھاؤنی کے درمیان نمبر ۸۵ اپ میل کے ساتھ اور واپسی پر پشاور چھاؤنی اور راولپنڈی کے درمیان نمبر ۲ ڈاؤن پسنجر کے ساتھ اور راولپنڈی اور انبالہ چھاؤنی کے درمیان نمبر ۲ ڈاؤن میل کے ساتھ اور انبالہ چھاؤنی اور دہلی کے درمیان نمبر ۲۶ ڈاؤن کے ساتھ لگائے جاتے تھے آئندہ ای۔ آئی۔ ریلوے پر دہلی تک نمبر ۱ اپ میل کے ساتھ اور وہاں سے انبالہ چھاؤنی تک نمبر ۸۵ اپ میل کے ساتھ اور انبالہ چھاؤنی اور پشاور چھاؤنی کے درمیان نمبر ۱ اپ میل اور واپسی پر پشاور چھاؤنی اور انبالہ چھاؤنی کے درمیان حسب سابق نمبر ۲۶ ڈاؤن میل کے ساتھ لگائے جایا کرینگے۔

درجہ اول و دوم کا ایک بوگی ڈبہ اور درجہ انٹر اور تھرڈ کا ایک بوگی ڈبہ ماڑی انڈس لاہور سروس پر جو اسوقت نمبر ۹ اپ کے ساتھ کندیاں اور لالہ موسیٰ کے درمیان نمبر ۱۲ ڈاؤن کے ساتھ لالہ موسیٰ اور لاہور کے درمیان اور واپسی پر نمبر ۱۱ اپ کے ساتھ لاہور اور لالہ موسیٰ کے درمیان۔ اور نمبر ۱۰ ڈاؤن کے ساتھ لالہ موسیٰ اور کندیاں کے درمیان اور ۲۳ اپ کے ساتھ کندیاں اور ماڑی انڈس کے درمیان چلتے ہیں۔ آئندہ نمبر ۲۲ ڈاؤن کی بجائے نمبر ۲ ڈاؤن کے ساتھ لالہ موسیٰ اور لاہور کے درمیان چلا کرینگے۔ دوسرے سیکشنوں میں انہیں گاڑیوں کے ساتھ لگتے رہینگے جن کے ساتھ آجکل لگائے جاتے ہیں۔

درجہ اول و دوم کا ایک ڈبہ پشاور حویلیاں سروس پر جسکی نسبت شایع ہو چکا ہے۔ کہ یکم مئی سے ۳۱ اکتوبر تک پشاور چھاؤنی اور ٹیکسلا کے درمیان نمبر ۳۰ ڈاؤن کے ساتھ اور ٹیکسلا اور حویلیاں کے درمیان نمبر ۵ اپ کے ساتھ اور واپسی پر حویلیاں اور ٹیکسلا کے درمیان نمبر ۶ ڈاؤن کے ساتھ اور ٹیکسلا اور پشاور چھاؤنی کے درمیان نمبر ۱۹ اپ کے ساتھ لگائے جاتے ہیں۔ اب یکم مئی ۱۹۳۰ء سے پشاور چھاؤنی اور ٹیکسلا کے درمیان نمبر ۲ ڈاؤن اور ٹیکسلا اور حویلیاں کے درمیان نمبر ۱۵ اپ کے ساتھ اور واپسی پر حویلیاں اور ٹیکسلا کے درمیان نمبر ۱۰ ڈاؤن کے ساتھ اور ٹیکسلا اور پشاور چھاؤنی کے درمیان نمبر ۱ اپ کے ساتھ لگایا جایا کریگا۔

مندرجہ ذیل تھرو سروس گاڑیاں بند کردی جائینگی۔

درجہ اول و دوم کا ایک بوگی ڈبہ دہلی سماسٹہ سروس پر جو دہلی اور بھٹنڈا کے درمیان نمبر ۹ اپ ایکسپریس کے ساتھ اور بھٹنڈا اور سماسٹہ کے درمیان نمبر ۲۹ اپ ایکسپریس کے ساتھ اور واپسی پر سماسٹہ اور بھٹنڈا کے درمیان نمبر ۳۰ ڈاؤن ایکسپریس کے ساتھ اور بھٹنڈا اور دہلی کے درمیان نمبر ۱۰ ڈاؤن فرنٹیر میل کے ساتھ لگایا جاتا تھا۔ بند کردیا جائیگا۔ تیسرے درجہ کا ایک بوگی ڈبہ کراچی بھٹنڈا سروس پر جو کراچی شہر اور سماسٹہ کے درمیان ۲۳ اپ ایکسپریس کے ساتھ اور سماسٹہ اور بھٹنڈا کے درمیان نمبر ۳۰ ڈاؤن ایکسپریس کے ساتھ اور واپسی پر بھٹنڈا اور سماسٹہ کے درمیان نمبر ۱۱ اپ کے ساتھ اور سماسٹہ اور کراچی شہر کے درمیان نمبر ۲۲ ڈاؤن پسنجر کے ساتھ لگایا جاتا تھا۔ بند کردیا گیا ہے۔

درجہ اول و دوم کا ایک بوگی ڈبہ جو کالکا لاہور سروس پر کالکا اور انبالہ چھاؤنی کے درمیان نمبر ۲۶ ڈاؤن پسنجر کے ساتھ اور انبالہ چھاؤنی اور لاہور کے درمیان نمبر ۸۵ اپ میل کے ساتھ اور واپسی پر لاہور اور انبالہ چھاؤنی کے درمیان نمبر ۸۶ ڈاؤن میل کے ساتھ اور انبالہ چھاؤنی کے اور کالکا کے درمیان نمبر ۲۵ اپ میل کے ساتھ لگایا جاتا تھا۔ بند کردیا گیا ہے۔

درجہ اول و دوم کا ایک بوگی ڈبہ اور درجہ سوم اور درمیانہ کا ایک بوگی ڈبہ جو لاہور پٹھانکوٹ سروس پر لاہور اور امرتسر کے درمیان نمبر ۲ ڈاؤن پسنجر کے ساتھ اور امرتسر اور پٹھانکوٹ کے درمیان نمبر ۸ ڈاؤن کے ساتھ لگایا جاتا تھا۔ بند کردیا گیا ہے۔ انٹر اور تھرڈ کا ایک بوگی ڈبہ اور تھرڈ کا ایک بوگی ڈبہ جو راولپنڈی دہلی سروس پر راولپنڈی اور لاہور کے درمیان نمبر ۲۴ ڈاؤن ایکسپریس کے ساتھ اور لاہور دہلی کے درمیان نمبر ۵۸ ڈاؤن ایکسپریس کے ساتھ اور واپسی پر دہلی اور لاہور کے درمیان نمبر ۵۹ اپ ایکسپریس کے ساتھ اور لاہور اور راولپنڈی کے درمیان نمبر ۲۳ اپ ایکسپریس کے ساتھ لگائے جاتے تھے بند کردیئے گئے ہیں۔

بکنگ پر پابندیاں

یکم مارچ ۱۹۳۰ء سے مندرجہ ذیل اسٹیشنوں اور ریل گاڑیوں پر درجہ درمیانہ اور سوئم کے بکنگ پر حسب ذیل پابندیاں عاید کردی گئی ہیں۔ کراچی حیدرآباد سندھ سیکشن کے کسی سٹیشن سے تیسرے درجہ کا کوئی مسافر اس سیکشن کے کسی سٹیشن تک نمبر ۱ اپ کراچی سٹی۔ کوئٹہ میل پر سفر نہیں کرسکیگا۔

انٹر کلاس کے مسافر جن کے پاس مین لائن پر ایک سو میل سے کم فاصلہ کے ٹکٹ ہوں۔ لاہور اور پشاور چھاؤنی کے درمیان نمبر ۱ اپ اور نمبر ۲ ڈاؤن گاڑیوں پر سفر کرنے کے مجاز نہیں ہونگے۔

انٹر کلاس کے جن مسافروں کے پاس مین لائن پر ایک سو میل سے کم فاصلہ کے ٹکٹ ہوں۔ دہلی اور پشاور چھاؤنی کے درمیان براستہ بھٹنڈا نمبر ۱۳ اپ اور نمبر ۱۴ ڈاؤن فرنٹیر میل گاڑیوں پر سفر نہیں کرسکیں گے۔

تھرڈ کلاس مسافر بہاولپور اور پشاور چھاؤنی کے درمیان نمبر ۱ اپ اور نمبر ۲ ڈاؤن پر سفر نہیں کرسکیں گے۔

تھرڈ کلاس مسافر دہلی اور انبالہ چھاؤنی کے درمیان نمبر ۸۵ اپ اور نمبر ۸۶ ڈاؤن میل گاڑیوں پر سفر نہیں کرسکینگے۔ لیکن انہیں ٹرینوں پر انبالہ چھاؤنی اور کالکا کے درمیان سفر کرنے میں تیسرے درجہ کے مسافروں کو کوئی رکاوٹ نہیں ہوگی۔

ان تیسرے درجہ کے مسافروں کے علاوہ جو کالکا شملہ کے سیکشن کے کسی سٹیشن سے کالکا کو یا کالکا سے اس لائن کے کسی دوسرے سٹیشنوں کو جانے والے ہوں۔ دوسرے تھرڈ کلاس کے مسافر نمبر ۸۵ اپ / ۲۱ ڈاؤن اور ۲۲ ڈاؤن / ۸۶ اپ پر سفر نہیں کرسکینگے۔

جن تیسرے درجہ کے مسافروں کے پاس مین لائنوں پر ۴۰ میل سے کم فاصلہ کا ٹکٹ ہوگا۔ وہ لاہور اور پشاور چھاؤنی کے درمیان نمبر ۵۵ اپ اور نمبر ۵۴ ڈاؤن ایکسپریس پر سفر نہیں کرسکینگے۔

جن تیسرے درجہ کے مسافروں کے پاس مین لائن پر ۵۰ میل سے کم فاصلہ کا ٹکٹ ہو۔ وہ سہارنپور اور لاہور کے درمیان نمبر ۱۷ اپ اور نمبر ۱۸ ڈاؤن ایکسپریس پر سفر نہیں کرسکینگے۔

جن تیسرے درجے کے مسافروں کے پاس مین لائن پر ۵۰ میل سے کم فاصلہ کا ٹکٹ ہو وہ روہڑی اور لاہور کے درمیان نمبر ۲۳ اپ اور نمبر ۲۴ ڈاؤن ایکسپریس پر سفر نہیں کرسکیں گے۔

نمبر ۱ اپ اور نمبر ۲ ڈاؤن کراچی سٹی کوئٹہ میل اور نمبر ۱۵ اپ بمبئی کوئٹہ براہ لاہور ایکسپریس پر تیسرے درجہ کے مسافروں کے لئے جو پابندیاں عاید تھیں۔ ان میں حسب ذیل ترمیم کردی گئی ہے۔

تیسرے درجہ کے جن مسافروں کے پاس ایک سو میل سے کم فاصلے کے ٹکٹ ہوں۔ ان کو رک کوئٹہ سیکشن پر نمبر ۱ اپ کے ذریعہ سفر کرنے کی اجازت نہیں۔ یہ پابندی ان مسافروں پر حاوی نہیں ہوگی۔ جو رک کوئٹہ سیکشن کے کسی سٹیشن سے

(۱) سندھ پشین سیکشن براستہ سبی کے کسی سٹیشن تک

(۲) سپیزنڈا اور دزداب سیکشن کے کسی سٹیشن تک اور

(۳) کوئٹہ اور چمن کے درمیان کسی سٹیشن تک سفر کریں۔

سوائے ان مسافروں کے جو رک سے آگے جانے والے ہوں تیسرے درجے کے ان مسافروں کو جنکے پاس ایک سو میل سے کم فاصلہ کے ٹکٹ ہوں۔ کوئٹہ رک سیکشن پر نمبر ۲ ڈاؤن میل کے ذریعہ سفر کرنے کی اجازت نہ ہوگی۔ یہ پابندی ان مسافروں پر عاید نہیں ہوگی۔

(۱) جو چمن کوئٹہ سیکشن کے کسی سٹیشن سے سبی کی جانب کوئٹہ سے آگے جانیوالے ہوں۔

(۲) کوئٹہ سبی سیکشن کے کسی سٹیشن سے سبی کے راستہ سندھ پشین سیکشن کے کسی سٹیشن کو اور

(۳) دزداب سپیزنڈا سیکشن کے کسی سٹیشن سے کوئٹہ رک سیکشن کے کسی سٹیشن کو جانیوالے ہوں۔ تیسرے درجہ کے جن مسافروں کے پاس مین لائن پر ایک سو میل سے کم فاصلہ کے ٹکٹ ہوں۔ وہ دہلی اور لاہور کے درمیان نمبر ۱۵ اپ بمبئی ایکسپریس کے ذریعہ سفر نہیں کرسکیں گے۔ اس فاصلہ میں دوران ریلوے پر جو سفر طے کیا ہو۔ یا کرنا ہو۔ وہ بھی شامل ہوگا۔ یہ پابندیاں ان مسافروں پر حاوی نہیں ہونگی۔ جو رائے ونڈ کے راستہ کراچی کو جانے والے ہوں۔

نارتھ ویسٹرن ریلوے ہیڈ کوارٹرز آفس

لاہور ۱۵ فروری ۱۹۳۰ء

دستخط اے۔ گوبر

برائے چیف اپریٹنگ سپرنٹنڈنٹ

امرت دھارا کا انتیسواں سالانہ جلسہ
۱۹۲۶ء میں امرت دھارا کی سلور جوبلی کے بعد اس کی یادگار میں امرت دھارا کا سالانہ جلسہ ہر سال منایا جاتا ہے چنانچہ یہ اُنتیسواں سالانہ جلسہ
۷ مارچ سے ۱۲ مارچ سنہ ۱۹۳۰ء
تک امرت دھارا بھون میں منایا جاوے گا۔ اس میں صحت پر لیکچر ہونگے۔ بے بی شو ہو گا۔ اس کے علاوہ امرت دھارا ٹورنیمنٹ بدستور ہو گا جس میں طاقت اور صحت کے مقابلے ہوں گے۔ رسہ کشی۔ سڈول جسم۔ اعلےٰ صحت۔ بنوٹ۔ گتکہ۔ وزن اٹھانا۔ موگری۔ تیرنا۔ چلنا۔ کبڈی بازی کے مقابلے ہونگے۔ ان کا مفصل پروگرام منگوانے پر بھیجا جاتا ہے ؎
ان کے ساتھ نہایت مفید نئی بات کی گئی ہے کہ ملک کے سربرآوردہ حکماء و وئید صاحبان منگوائے جاویں گے۔ جو کہ مفید مشورے دیں گے۔ اور سب خرچ کارخانہ ادا کرے گا۔ اس کا حال علیحدہ اشتہار میں چھاپا جاویگا۔ اس موقع پر ایک دن کے واسطے پبلک کو رعایت کا موقع بھی دیا جاوے گا۔ یعنی
صرف ۱۲ مارچ سنہ ۱۹۳۰ء کو
امرت دھارا و اُسکے مرکبات ⅔ قیمت پر ملیں گے اور باقی ادویات و کتب نصف قیمت پر ملیں گی!
ایجنٹوں کو بھی اس سے زیادہ رعایت نہیں ہے کیونکہ یہ رعایت صرف عام پبلک کیواسطے ایک دن کے لئے ہوتی ہے یہ رعایت صرف ۱۲ مارچ کے دن کیواسطے ہے ہر خط کے اوپر ۱۲ مارچ کی رعایت لکھنا چاہیے اور اسکو ۱۲ مارچ کو ہی ڈاک میں ڈالنا چاہیے خط ہمارے پاس چاہے کسی دن پہنچے۔ ڈاک خانہ کی مہر ۱۲ مارچ کی ہونی چاہیے۔
لوکل اصحاب اپنا خط ڈاک میں بھی ڈال سکتے ہیں ورنہ ایک کاغذ پر لکھ کر اپنا آرڈر اس بکس میں ڈال دیں۔ جو کہ امرت دھارا بھون میں دفتر کے باہر اس دن رکھا جاوے گا۔ دوائی اس کے بعد ایک ماہ کے اندر جب چاہیں آکر لے جاویں۔ اُس دن دفتر کو بھی چھٹی ہوگی۔ اور ایک دن میں سب کو ادویات دے دینا بھی ناممکن ہے۔ پچھلے سالوں لوکل بکس میں ایک ہزار سے زیادہ خط ڈالے جاتے رہے ہیں!
ناظرین ۱۲ مارچ بدھ وار کا دن ابھی سے نوٹ کریں۔ اور
فہرستیں اگر موجود ہیں تو بہتر ورنہ ابھی منگوالیں اور سوچ رکھیں کہ کیا منگوانا ہے۔ جو صاحب چاہیں روپیہ بھی جمع کرا سکتے ہیں جب تک روپیہ ختم نہ ہو گا ان کو رعایت ملتی رہے گی! فہرستیں جو آپ کے پاس موجود ہیں یا آپ منگوادیں سب میں قیمتیں پوری درج ہیں۔ امرت دھارا و امرت دھارا کے مرکبات نیز کشتہ سونا درج شدہ قیمتوں سے ⅔ قیمت پر اور باقی ادویات و کتب نصف قیمت پر ملیں گی!! مفردات جیسے کستوری وغیرہ پر کوئی رعایت نہیں ہوگی!
فہرست ادویات و کتب اگر آپ کے پاس نہیں۔ تو اُن کے واسطے فوراً خط لکھیئے!
خط وکتابت و تار کیواسطے پتہ:- امرت دھارا ۵/۱ لاہور
المشتہر
مینیجر امرت دھارا اوشدھالیہ۔ امرت دھارا بھون۔ امرت دھارا روڈ۔ امرت دھارا ڈاک خانہ۔ لاہور

ہندوستان کی خبریں!

——— بمبئی۔ ۲۲ر فروری۔ کل رات پولیس نے ویسٹرن ہوٹل واقع لوہار چال پر چھاپہ مارا۔ اور مسٹر کاسٹن ڈسلوا کے کمرہ میں ۲۲ ریوالور ایک سو کارتوس اور ۴۳۱ گولیاں برآمد کیں۔ ملزم جہاز ہذا فیلڈر میں کلرک کی حیثیت سے کام کرتا ہے۔

——— لاہور ۲۲ر فروری۔ سپیشل مجسٹریٹ کی عدالت میں مقدمہ سازش لاہور کی سماعت ہوئی۔ سب اسسٹنٹ سرجن بورسٹل جیل نے بیان کیا۔ کہ تین ملزم کمرہ عدالت میں آنے کے ناقابل ہیں۔ انہیں ہسپتال میں داخل کیا گیا ہے عدالت نے مقدمہ دو ہفتے کے لئے ملتوی کر دیا۔ اور آئندہ تاریخ پیشی ۸ر مارچ مقرر کی۔

——— نئی دہلی۔ ۲۲ر فروری۔ افغان قونصل عمومی نے ایک ملاقات کے دوران میں کہا۔ کہ یہ اطلاع بالکل غلط ہے۔ کہ نادر خان بہت بیمار ہیں۔ اس اطلاع کے متعلق کہ امان اللہ خان مراجعت کابل کا ارادہ رکھتے ہیں۔ کہا۔ کہ تمام ملت افاغنہ ان کی دشمن ہے۔ اور ان کو یہ بات بخوبی معلوم ہے۔

——— کلکتہ ۲۱ر فروری۔ فرانسیسی ماہر ڈاکٹر وارنوف نے اندور کے ایک کروڑپتی سر سروپ چند حکم چند پر عمل جراحی کر کے اس کے جسم میں بندر کے غدود داخل کئے ہیں سر موصوف نے ۱۴ ہزار پونڈ فیس ادا کی ہے۔ اس سے پہلے کسی شخص نے اس قدر فیس ادا نہیں کی۔

——— لاہور ۲۲ر فروری۔ یورپین ایسوسی ایشن کے سالانہ ڈنر کے موقع پر تقریر کرتے ہوئے ہز ایکسیلنسی گورنر نے کہا۔ حکومت پنجاب نے ارادہ کر لیا ہے۔ کہ پنجاب کو چوراچوری جیسے واقعات کے خطرے سے بچایا جائے گا۔ اور ان لوگوں کے ساتھ جو اس صوبے میں قانون شکنی کا مرتکب ہونا چاہتے ہیں۔ قانون کے ماتحت سلوک کیا جائیگا؛

——— نیو دہلی۔ ۲۲ر فروری۔ کالکا اسٹیشن پر زنانہ انٹر کلاس کے پاخانہ سے ایک نوجوان لڑکی بعمر ۱۵ سال کی لاش برآمد ہوئی۔ بظاہر اسے گلا گھونٹ کر مارا گیا ہے۔ اس سے کوئی ٹکٹ برآمد نہیں ہوا۔ اور کمرے میں سامان بھی کوئی نہ تھا۔

——— مار بار گوا میں تین مسلمان شہر سے ایک ایک پیالہ چائے پی کر ایک کرایہ کی موٹر پر سوار ہوئے۔ اور تین منٹ بعد مردہ دکھائی دئے گئے ڈرائیور انہیں تھانہ میں لے گیا۔ پولیس نے مالک ہوٹل سے دریافت کیا۔ تو اس نے کہا۔ کہ میں خود چائے پینے کو تیار ہوں۔ چنانچہ اس نے پی۔ اور چند منٹ میں فوت ہو گیا۔ اس پر جب دیگچی دیکھی گئی۔ تو اس میں ایک مرا ہوا سانپ نکلا۔

——— جنرل ورکرز یونین این ڈبلیو ریلوے لاہور کی مجلس عاملہ کا ایک خاص اجلاس ۲۲ر فروری کو ہوا جس میں قرار پایا۔ کہ چونکہ ایجنٹ نے یونین کے مطالبات کے متعلق ابھی تک خاموشی اختیار کر رکھی ہے۔ اس لئے ۱۶ر مارچ سے ہڑتال شروع کر دی جائے۔

——— امرتسر ۲۳ر فروری۔ کل رات خالصہ کالج کے ہوسٹل میں طلبا کی یونین کا اجلاس ہو رہا تھا۔ کہ اچانک بجلی بند ہو گئی۔ جس کے چند ہی سیکنڈ بعد بم کا گولہ عین پرنسپل صاحب کی میز کے قریب پھٹا۔ ایک فورتھ ایئر سٹوڈنٹ جو صدارت کر رہا تھا۔ بری طرح زخمی ہوا۔ اور بعد میں مر گیا۔ اور بھی ایک درجن سے زائد طلبا زخمی ہوئے۔ شبہ میں ۷ طلبا گرفتار ہوئے ہیں؛

——— جلگاؤں۔ ۲۲ر فروری۔ سشن جج کی عدالت میں بھوساول بم کیس کا مقدمہ چل رہا ہے۔ ۲۱ر فروری کے دن جب سلطانی گواہ جے گوپال جو مقدمہ سازش لاہور میں بھی شہادت دے چکا ہے۔ کو مسٹر نانک چند سب انسپکٹر پولیس اپنے ساتھ لیکر کمرہ عدالت میں داخل ہوا۔ تو ملزموں میں سے کسی نے اس پر فائر کیا۔ گولی اس کے پاس بازو پر خراش لگاتی ہوئی نکل گئی۔ ایک اور فائر ہوا۔ جس کی گولی نانک چند سب انسپکٹر کی جیب پر لگی۔ اور اس کی ران پر معمولی سی خراش آئی۔ اس پر پولیس افسر نے ملزم کے ہاتھ سے پستول چھین لیا۔

——— دہلی۔ ۲۱ر فروری۔ ڈاکٹر ایم۔ اے۔ انصاری دہلی پراونشل کانگریس کمیٹی کی صدارت سے مستعفی ہو گئے ہیں۔

——— لاہور ۲۳ر فروری۔ معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے ملک دیوی دیال صاحب ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ پولیس پرانی دہلی جواب دیہی اور وارڈ افسر اسمبلی مقرر ہوئے ہیں۔ انہیں دہلی چلے جانے کا حکم بھی آ گیا ہے۔ (ملاپ)

——— نئی دہلی۔ ۲۲ر فروری۔ دو گھنٹوں کی متواتر لڑائی کے بعد جس میں ایک ڈاکو مارا گیا۔ اور کئی رائفلیں، بندوقیں اور کارتوس پکڑے گئے۔ وینا پولیس نے ایک نامی ڈاکو کو جو روپوش تھا۔ گرفتار کیا؛

——— بمبئی ۲۰ر فروری۔ گاندھی جی ۱۱ر مارچ کو اپنا الٹی میٹم وائسرائے کے نام بھیج دینگے۔ کہ ۲۰ر مارچ کو سول نافرمانی شروع کر دی جائیگی۔ شروع شروع میں حکومت کے کارخانہ ہائے نمک پر حملہ بول دیا جائیگا۔

——— لاہور ۲۱ر فروری۔ ایک سپیشل ٹرین سات سو سکھ زائرین پر مشتمل ۲۳ر فروری کو ۴ بجے شام لاہور سے روانہ ہوئی۔ جو ملک کے دو درجن سے زائد سکھوں کے مقدس مقامات پر ٹھہرے گی۔ ہر ایک زائر سے

ممالک غیر کی خبریں!

——— ویسٹ منسٹر۔ ۲۲ر فروری۔ پارلیمنٹ میں میجر گراہم پول کے سوال کے جواب میں وزیر نوآبادیات نے بیان کیا۔ کہ قانون کی رو سے کسی ہندوستانی کو ایشیا یا دیگر ملکوں میں سفیر مقرر نہیں کیا جا سکتا۔

——— پیرس۔ ۲۱ر فروری۔ موسیو شوٹیمپس نے جدید کابینہ وزارت مرتب کر لیا ہے۔

——— مارلے کالج لندن میں تقریر کرتے ہوئے لارڈ لٹن نے کہا۔ کہ اب ہندوستانی اپنے ملک کا انتظام خود کرنے کے قابل ہو گئے ہیں۔ لیکن انہیں فی الحال ڈیموکریٹک حکومت کی ضرورت نہیں ہے؛

نیو دہلی ۲۴ر فروری۔ ۳۳ دن کے طویل التوا کے بعد آج پبلک وزیٹروں کی گیلریاں کھل گئیں۔ اندر صرف چند پولیس افسر باوردی تھے۔ جنہوں نے "واچ اینڈ وارڈ کمیٹی" کے بلے لگا رکھے تھے۔ مسٹر غزنوی نے ریلوے بجٹ میں تخفیف کے متعلق اس بنا پر ایک تحریک پیش کر رکھی تھی۔ کہ مسلمانوں کو ریلوے ملازمتوں میں زیادہ نمائندگی دی جائے۔ انہیں کہا گیا۔ مسٹر ہے مین نے اعداد سے بتایا۔ کہ ملازمتوں میں مسلمانوں کی نیابت بڑھ رہی ہے۔ مگر مشکل یہ ہے۔ کہ مسلمان لڑکے اتنے زیادہ نمبر لے کر امتحان پاس نہیں کرتے۔ کہ وہ اعلیٰ آسامیوں کیلئے منتخب کئے جائیں۔ اسکے بعد تحریک واپس لے لی گئی۔

——— لاہور ۲۴ر فروری۔ آج دو بجے بعد دوپہر پنجاب لیجسلیٹو کونسل کا اجلاس منعقد ہوا۔ سرکاری بنچ بالکل پر تھے۔ غیر سرکاری بنچ آدھے سے زیادہ خالی نظر آتے تھے۔ پولیس کی طرف سے خاص انتظامات کئے گئے تھے۔ ایوان کونسل کے چاروں طرف مسلح پولیس کا پہرہ تھا۔ سردار ہیرا سنگھ نے تحریک کی۔ کہ یہ کونسل حکومت سے سفارش کرتی ہے۔ کہ ایک کمیٹی جو ایک سرکاری اور دو غیر سرکاری ارکان کونسل پر مشتمل ہو۔ نوآبادی نیلی بار کے مالکان اراضی۔ عارضی پٹہ داران اور آبادکاران کی شکایات کے متعلق تحقیقات کرنے کیلئے مقرر کی جائے جو ان شکایات کے ازالہ کیلئے ذرائع و وسائل تجویز کرے۔ یہ تحریک ۳۳ آرا کی موافقت اور ۲۶ کی مخالفت سے منظور ہو گئی۔ پیر اکبر علی صاحب نے کونسل کے دو ڈرافٹوں کے لڑکوں کو فیس سے مستثنےٰ کرنے کی تحریک کی۔ وزیر تعلیم نے کہا۔ ایسا کر دیا گیا ہے۔

——— پشاور۔ ۲۴ر فروری۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ سردار عبد الحکیم خان سابق وکیل التجارت پشاور اور امان اللہ خان کے سوتیلے بھائی سردار امین جان کے خلاف مقدمہ نہیں چلایا جائیگا۔ بلکہ انہیں عنقریب۔۔۔

۔۔۔ الحمد ۔۔۔ دارالامان ۔۔۔ پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان سے چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شائع کیا؛

قابل توجہ نمائندگان مجلس مشاورت ۱۹۳۰ء

مختلف جماعتوں کی طرف سے براہ راست تجاویز موصول ہو رہی ہیں۔ میں ان کی اور دیگر جماعتوں کی توجہ مجلس مشاورت ۱۹۳۰ء کے مندرجہ ذیل فیصلے کی طرف پھیرتا ہوں۔ اس سے قبل اس فیصلے کی اطلاع پہلے بھی علیحدہ طور پر اخبار میں شائع کی جا چکی ہے:۔

"کسی مقامی انجمن کا کوئی ممبر اپنی طرف سے مجلس مشاورت میں پیش کرنے کے لئے کوئی تجویز براہ راست حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش نہیں کر سکتا۔ بلکہ ایسی تجاویز کے پیش ہونے کے لئے حسب ذیل عملدرآمد ضروری ہوگا:۔

مقامی انجمنوں کا ہر ممبر جو مجلس مشاورت میں کوئی تجویز پیش کرنا چاہتا ہو۔ وہ سب سے پہلے اپنی تجویز اپنی مقامی انجمن میں پیش کرے۔ وہاں اگر کثرت رائے اس کی مؤید ہو۔ تو وہ مقامی انجمن مرکز کے صیغہ متعلقہ سے اس کے متعلق خط و کتابت کرے۔ اگر صیغہ متعلقہ کی طرف سے خطوط کے آنے جانے کے عرصہ کو نکال کر پندرہ دن کے اندر اندر مقامی انجمن کو کوئی جواب نہ جائے۔ تو مقامی انجمن اس تجویز کو اپنی طرف سے پیش کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ارسال کرے گی۔ اگر صیغہ کا جواب پندرہ دن کے اندر اندر چلا جائے۔ تو صیغہ کا یہ جواب مقامی انجمن کے سامنے پیش ہوگا۔ پھر اگر مقامی انجمن اس تجویز کو مجلس مشاورت میں پیش کرنا چاہے۔ تو جس صورت میں مقامی انجمن اس تجویز کا پیش ہونا ضروری سمجھے۔ وہ تجویز حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں ارسال کر دے۔ پھر آپ کی منظوری حاصل ہونے کے بعد وہ تجویز صیغہ متعلقہ کی رائے کے ساتھ مجلس مشاورت میں پیش ہو"۔

پرائیویٹ سکرٹری

اخبار احمدیہ

عازمان حج کے لئے اطلاع

اس سال بھی کچھ مرد و عورت قادیان سے حج کے لئے جانے والے ہیں۔ بیرونجات سے جو احمدی اسسال سفر حج کا ارادہ رکھتے ہوں۔ وہ جلد اطلاع دیں۔ تاکہ ایک دوسرے کا تعارف کرا دیا جائے۔ اور سب اکٹھے سفر کر کے ایک دوسرے کے لئے آرام و آسائش کا باعث بن سکیں۔

خاکسار ایڈیٹر "الفضل"

ولادت

رسالدار حاکم علی خاں صاحب چک ۳۶۹ کو خدا تعالیٰ نے ۶ فروری ۱۹۳۰ء کو دوسرا لڑکا عطا فرمایا۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے اس کا نام بشیر الدین احمد رکھا۔ خدا تعالیٰ مبارک کرے۔ اور خادم دین بنائے۔

رسالہ "جامعہ احمدیہ"

جیسا کہ اکثر کالجوں کی طرف سے ان کا اپنا رسالہ شائع ہوتا ہے۔ جامعہ احمدیہ قادیان کی طرف سے بھی ایک رسالہ جو فی الحال سہ ماہی ہوگا۔ جاری کیا جائے گا۔ اس کا مقصد جامعہ احمدیہ کی اہمیت کو جماعت کے سامنے پیش کرنا۔ طلبہ جامعہ احمدیہ و دیگر علماء اسلام میں عربی اور اردو زبان کا صحیح مذاق پیدا کرنا۔ اسلام کے متعلق اعتراضات کے محققانہ جوابات دینا ہوگا۔ پہلا پرچہ انشاء اللہ یکم اپریل ۱۹۳۰ء کو شائع ہوگا۔ چندہ سالانہ فی الحال ۸ع رکھا گیا ہے۔ حجم ۵۲ صفحات کے قریب ہوگا۔ اکثر مضامین اردو میں ہونگے۔ البتہ چند صفحات عربی مضامین کے لئے بھی مخصوص کر دئے گئے ہیں۔ بزرگان اسلام سے التماس ہے۔ کہ وہ اس کی بہتری اور خریداری میں کوشاں ہوں۔

مینیجر رسالہ "جامعہ احمدیہ" قادیان

قادیان بلدی المحبوب

(۱)

يَا أَيُّهَا الْبَلَدُ الْكَرِيمُ ... يَا مَهْبَطَ الْوَحْيِ الْحَكِيمِ
إِنَّ الْفُؤَادَ لَمُوجَعٌ ... مِمَّا رَمَاكَ بِهِ اللَّئِيمُ
اِصْبِرْ جِهَادَكَ تُنْصَرَنْ ... يُعِينُكَ اللّٰهُ الْعَلِيمُ
وَدَعِ الَّذِي غَامِرَ تَهْضِمُنْ ... بِالظُّلْمِ حَقَّ الْمُسْتَقِيمِ
سَيَرَى الْغَشُومُ جَزَاءَهُ ... وَالظُّلْمُ مَرْتَعُهُ وَخِيمُ

(۲)

يَا أَيُّهَا الْبَلَدُ الْأَغَرُّ ... قَامُوا عَلَيْكَ بِكُلِّ شَرٍّ
حِزْبُ الْمَجُوسِ بِجَهْلِهِمْ ... هَامُوا بِأَسْبَابِ الضَّرَرْ
وَاسْتَعْذَبُوا أَنْ يَقْتُلُوا ... ظُلْمًا نُفُوسَ بَنِي الْبَشَرْ
عَهْدًا عَلَيْنَا إِخْوَتِي ... أَنْ نَأْكُلَنْ لَحْمَ الْبَقَرْ
وَلَنَذْبَحَنَّ الْهَمْهَمْ ... إِنْ كَانَ أُنْثَى أَوْ ذَكَرْ

(۳)

يَا أَيُّهَا الْبَلَدُ الشَّرِيفُ ... يَا مَرْكَزَ الدِّينِ الْحَنِيفِ
مَحْمُودُ فِيكَ أَمِيرُنَا ... أَلْفَرْدُ لَيْسَ لَهُ رَصِيفُ
نَفْدِي لَهُ أَرْوَاحَنَا ... وَكَذَا التَّوَالِدَ وَالطَّرِيفَ
اَلطَّائِعُونَ لِأَمْرِهِ ... اَلرَّاجِمُو جَمْعِ السَّفِيفِ
اَلتَّارِكُونَ عَدُوَّنَا ... فِي الْحَرْبِ كَاللَّحْمِ الرَّضِيفِ

(۴)

يَا مُسْلِمِي الْهِنْدِ الْكِرَامِ ... بِالِاتِّحَادِ وَبِالْوِئَامِ
قُومُوا وَسَوُّوا صُفُوفَكُمْ ... مُتَحَابِّينَ دَعُوا الْخِصَامَ
إِنَّ الْعَدُوَّ لَعَازِمٌ ... لِيُذِيقَكُمْ كَأْسَ الْحِمَامِ
فَاسْعَوْا لِأَخْذِ حُقُوقِكُمْ ... بِالْقَوْلِ كَانَ أَوِ الْحُسَامِ
لَا نَبْتَغِي قَتْلَ الْعَدُوِّ ... وَلَا الْحُرُوبَ سِوَى الْكِرَامِ
رُدُّوا إِلَيْنَا بَنِي الْوَطَنِ ... مَا حَقُّنَا ثُمَّ السَّلَامُ

جلال الدین شمس احمدی — حیفا بلسطین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الفضل

نمبر ۶۸ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۸ فروری سنہ ۱۹۳۰ء | جلد ۱۷

مسلمانانِ ہند کیلئے ہلاکت آفرین سکیم

وقت کی سب سے بڑی ضرورت

(از مولوی اللہ دتا صاحب جالندھری)

سیاست دان اصحاب کو بخوبی معلوم ہے۔ کہ اس وقت ہندوستان سیاست کے نازک ترین مرحلہ میں سے گذر رہا ہے۔ اہل ہند قطعی فیصلہ کر چکے ہیں۔ کہ اب کسی مزید انتظار کے بغیر ہم عروسِ آزادی سے ہمکنار ہونگے۔ جنگ و دو جاری ہے۔ اور ہر ممکن تدبیر عمل میں لائی جا رہی ہے حکومت اپنے رنگ میں ہر ذریعہ سے اس تحریک کو کچلنے اور درس آزادی کو گلدستۂ طاق نسیان بنانے کے درپے ہے۔ باہمی رسہ کشی رہی ہے جس کا انجام فی الحال پردۂ غیب میں ہے خدا معلوم حکومت اپنے مقصد میں کامیاب ہوگی۔ یا اہل ملک اپنے مطالبہ کو پورا کرا سکیں گے بہر حال ایک شدید اور خطرناک کشمکش شروع ہے۔

کانگریس کا فیصلہ

کانگریس نے اپنے فیصلہ میں کمل آزادی کو اپنا نصب العین قرار دیا ہے۔ اور درجۂ نوآبادیات کے قبول کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ اگرچہ گاندھی جی اب بھی چند شرائط کے تسلیم کئے جانے پر درجہ نوآبادیات لینے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن ملک کا غوغائی عنصر اس کے خلاف ہے مجھے اس جگہ کمل آزادی اور درجہ نوآبادیات کے متعلق کوئی بحث مطلوب نہیں۔ بلکہ ان سطور کا مقصد مسلمانوں کے حقوق کی تصریح کرنا ہے۔ کانگریس نے کمل آزادی کے ریزولیوشن کے ساتھ ہی "نہرو رپورٹ" کو اس وقت زائد المیعاد قرار دے دیا۔ اور آئندہ کے دستور اساسی کی ترتیب کے لئے حصول آزادی کے بعد کا زمانہ مناسب بیان کیا ہے یہ فیصلہ مسلمانوں کے حقوق کو تباہ کرنے کے لئے خطرناک چال ہے۔ آزادی کے دلدادہ۔ حریت کے عاشق اور خودداری کے مدعی کو یہ سنا کر کہ "مطالبۂ حقوق لعنت ہے" پھانس لینا بہت آسان ہے۔ مگر اب اتنے تجربہ کے بعد سوائے چند عاقبت نااندیش یا ہندوؤں کے زرخرید لوگوں کے کوئی مسلمان اس ہم رنگ زمین دام میں پھنسنے کے لئے تیار نہیں۔

مسلمانوں کی حالت

اس وقت مسلمانوں کی کشتی منجدھار میں ہے۔ اور بظاہر حالات اس کا کوئی ناخدا نہیں۔ وہ آج زندگی کے دور میں افسردہ اور بددل ہو چکے ہیں۔ خود اعتمادی۔ قابلیت۔ عملی جدوجہد کا ہر طرف فقدان نظر آتا ہے۔ برادران وطن نے ان کی پراگندہ حالی اور تشتت سے پورا فائدہ اٹھا کر ان کو اپنے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بنا رکھا ہے۔ حال میں ایک رو چلی تھی۔ کہ ہم تناسب آبادی کے لحاظ سے ہندوستان میں حقوق کا تصفیہ کریں گے۔ اور جہاں مسلمانوں کی اقلیت ہوگی۔ وہ قلیت کے حقوق سے بہرہ اندوز ہونگے۔ اور جہاں ان کی اکثریت ہوگی۔ وہاں ان کو اسی لحاظ سے حکومت میں اشتراک ہوگا۔ مگر ہندو کو یہ بات کب گوارا ہو سکتی تھی۔ چنانچہ اس تحریک کو دبانے کے لئے ہر رنگ میں کوشش ہوئی اور ایک حد تک کامیاب بھی ہو گئی۔ کیونکہ مسلمانوں میں سے عطاء اللہ بخاری اور ظفر علی ایسے قماش کے لوگ اس تحریک کے مخالفین کے ہاتھوں میں آلہ کار بن گئے۔ اور "حسین نیصدی کمیٹی" کے ارکان ایک حد تک سست ہو گئے۔ اسی تحریک کو کچلنے کے لئے کانگریس نے اپنے لاہوری اجلاس میں نہایت عیاری سے کام لے کر لفظاً "فرقہ داری" کو دور کر کے اپنی قوم پرستی کا ثبوت دیا ہے۔ حالانکہ اس سارے پروگرام میں محض حقوق اسلامی کی تخریب کا جذبہ کارفرما ہے۔

مسلمانوں کا مطالبہ

کانگریس کے فیصلہ کے بعد ہندو اخبارات کھل کھیلے ہیں۔ انہوں نے کانگریس کے رہے سہے اخفاء کو طشت از بام کر دیا ہے۔ لیکن کیا یہ مقام حیرت نہیں۔ کہ مسلمانوں کے ادنے سے ادنے مطالبہ کو بھی ٹھکرا دیا گیا۔ اور پھر ان سے کہا گیا۔ کہ تم "قومیت متحدہ" کا ثبوت دو۔ مسلمانوں نے یہ نہیں کہا تھا۔ کہ ہمیں اس ملک کا حاکم بنا دو۔ بلکہ انہوں نے صرف یہ کہا تھا۔ کہ تناسب آبادی کے لحاظ سے حقوق کا تصفیہ ہو جانا چاہیئے ہندوستان کے اصلاح یافتہ صوبوں میں سے صرف پنجاب اور بنگال کے صوبے ہیں۔ جہاں مسلمانوں کو دوسری آبادی پر معمولی سا تفوق ہوگا جیسا کہ دیگر صوبجات میں ہندو اکثریت برسر اقتدار ہوگی۔ اس معمولی سے سمجھوتہ کے لئے بھی ہندو قوم تیار نہیں۔ بلکہ ہندو اخبارات مسلم مطالبہ کی کھلے بندوں تضحیک کر رہے ہیں۔ اور یہ سب کچھ کانگریس کے اشارہ پر ہو رہا ہے۔

ہندو قوم کے سلوک کا مستقبل

ہندوؤں کی ان حرکات سے واضح ہے۔ کہ مستقبل قریب میں جب ہندوستان کی زمام حکومت ہندو کے ہاتھ میں ہوگی مسلمانوں کی زیست صرف اس کے سہارے سے قائم رہ سکیگی۔ مگر یہ کینہ توز قوم کبھی اس کے لئے بھی تیار نہ ہوگی۔ ہندو کی طبیعت میں بنیا پن کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ وہ ہر زیادتی کے بعد مزید زیادتی کا طالب ہوتا ہے اور اسے دوسروں کا خون چوستے ہوئے ذرا جھجک نہیں ہوتی کل تک جو ظاہری چاپلوسی وہ کرتا رہا ہے۔ وہ بھی اسی فطرۃ خبیثہ کا ایک ادنے کرشمہ تھا۔ اور آج جس کمینہ طریق پر مسلمانوں کو دھتکار رہا ہے۔ وہ بھی اسی طبیعت کا ظہور ہے۔ اور ابھی عنقریب اختیارات کے ملنے پر جو ہوگا۔ یا ہو سکتا ہے۔ وہ نہایت بھیانک اور تاریک ہے ہندو کی تبدیلی ذہنیت کے لئے پنڈت جواہر لال نہرو کے ان الفاظ کو پڑھ لینا کافی ہے:-

"جب وہ (انگریز) ہمارے لیڈروں کو شوٹ کر دیں گے۔ تو تشدد کا بھوت ان کے سر پر سوار ہو جائے گا۔ مگر میں یہ کہہ دوں۔ کہ وہ بھی تشدد سے اتنے ہی متنفر ہیں۔ جتنے کہ ہم۔ ہم اس لئے نفرت کرتے ہیں۔ کہ یہ ایک ایسی جنگی چال ہے۔ جس میں ہم ابھی تک ہیز دہ ہیں۔ وہ بھی یہ نہیں چاہتے۔ کہ یہ سوال اس انتہا تک پہنچ جائے"

(رتاپ ۹۔ فروری سنہ ۱۹۳۰ء)

گویا انگریز اگر آج تشدد سے نفرت کرتا ہے تو اس کی وجہ تو اس کی امن پسندی ہے لیکن ہندو محض اس لئے تشدد سے اجتناب کرتا ہے۔ کہ آج اس کے بازو میں طاقت نہیں۔ مگر کل جب اسے طاقت مل جائیگی۔ اسے تشدد سے کام لینے میں دریغ نہ ہوگا۔ یہ الفاظ اگرچہ انگریزوں کے مقابلہ پر کہے گئے ہیں۔ مگر یہ ہندو ذہنیت کی منہ بولتی تصویر ہے۔ کیا وہ مسلمان جو خواہ مخواہ ہندو کے پیچھے لگ رہے ہیں۔ اس نظریہ کو نظر انداز کر سکتے ہیں۔ بالخصوص جبکہ اس قوم کے مصنف ہمیشہ سے مسلمان حکمرانوں کے فرضی مظالم سے اس قوم کے جذبات کو مشتعل کرتے رہے ہیں۔ اس صورت میں مسلمان کا ہندو کی محض زبانی بات پر مطمئن ہو جانا کمال سادگی ہے۔ ع

سادگی مسلم کی دیکھ۔ ہندو کی عیاری بھی دیکھ۔

حقوق کا مطالبہ لعنت نہیں

بعض عیار لیڈر سادہ لوح مسلمانوں کو یہ بہار نی رٹا رہے ہیں "کہ حقوق کا مطالبہ مت کرو۔ یہ تو ایک لعنت ہے۔" اگرچہ وہ ایسا

کہتے ہوئے اپنے آقایان ولی نعمت کا حق نمک تو ادا کر سکتے ہیں۔ مگر مسلمانوں کو کند چھری سے ذبح کر رہے ہیں۔ یہ فقرہ بالبداہت باطل ہے۔ اگر مطالبہ حقوق لعنت ہے۔ تو پھر انگریزوں سے حقوق مانگنا بھی لعنت ہے۔ اور میں تو کہتا ہوں۔ یہ غلط ہے۔ کہ مسلمان ہندو سے حقوق مانگتا ہے۔ نہیں نہیں وہ تو مناسب سمجھوتہ کے لئے بلاتا ہے۔ کیا دو قوموں میں باہمی رضامندی سے سمجھوتہ کرنا یا کرانا لعنت کہلا سکتا ہے۔ اس باب میں سب سے حیران کن یہ بات ہے کہ دسمبر سنہ ۱۹۲۹ء سے قبل یہی خود ساختہ لیڈر مسلمانوں کو "نہرو رپورٹ" کے فیصلہ کے آگے سر تسلیم خم کرنے کی تلقین کر رہے تھے۔ حالانکہ اس میں ہندو اور مسلمانوں کے حقوق کو بنیا کے ترازو سے تقسیم کیا گیا تھا۔ لیکن اب جب کانگریس نے دوسرا جال بچھایا۔ تو یہ اس کے مداح بن گئے۔ سچ ہے۔ یہ لوگ کانگرس کے نوکر ہیں کچھ مسلمانوں کے تھوڑے ہی خیر خواہ ہیں۔ پھر میں کہتا ہوں اگر حقوق مانگنا لعنت ہے۔ تو بتاؤ آل انڈیا کانگرس کمیٹی کے صدر جواہر لال نہرو کے ان الفاظ کے متعلق کیا کہو گے۔:

"جدید دور حکومت کی ترتیب کے لئے جو بھی کمیشن مقرر کیا جائے گا۔ ہم اس میں اپنا پورا حصہ مانگیں گے" (ملاپ ۹ فروری)

اگر کانگریس کا صدر کمیشن سے حقوق مانگ سکتا ہے۔ اور یہ کوئی معیوب امر نہیں۔ تو کیا وجہ ہے۔ کہ مسلمانوں کے گلے پر ہی چھری پھیری جا رہی ہے۔ اور ان کو ہی اس "لعنت" کا مورد بتایا جا رہا ہے۔ مسلمان ہندو سے کوئی رعایت نہیں چاہتا۔ وہ صرف اپنے تناسب کو برقرار رکھنے کے لئے کوشاں ہے وبس۔

ہندو اخبارات کی ذہنیت

بعض مسلمان بھی اپنی سادہ لوحی کی وجہ سے یہ کہتے ہیں۔ ابھی تصفیہ حقوق کا قضیہ جانے دیا جائے۔ آزادی کے حصول کے بعد ہم اپنے حقوق حاصل کر لیں گے۔ اور ہندو ضرور ہم سے برادرانہ سلوک کریں گے۔ اسی گروہ میں ایک طبقہ ایسے لوگوں کا بھی ہے۔ جو بد دیانتی کے ماتحت یہ عزم رکھتا ہے۔ کہ آزادی کے بعد ہم بزور شمشیر ہندو سے حقوق لے لیں گے۔ مؤخر الذکر طبقہ اپنی دنائت و پست ہمتی کی وجہ سے درخور اعتنا نہیں۔ مگر اول الذکر اصحاب کی آگاہی کے لئے ہم ذیل میں ہندو ذہنیت کا مرقع پیش کرتے ہیں۔ اخبار پرتاپ (۶ - فروری) اپنے لیڈنگ آرٹیکل میں لکھتا ہے:۔

"اے ٹوڈی مسلمانو! سن لو اور کان کھول کر سن لو کوئی بھی ہندو چاہے وہ کانگریس میں ہو یا اس سے باہر۔ تمہارے ساتھ تمہاری شرطوں پر صلح کرنے کو تیار نہیں۔ تمہاری شرطوں پر صلح کرنے کے معنے یہ ہیں۔ کہ ہندوستان کی غلامی کو ہمیشہ کے لئے مضبوط کر دیا جائے .... جن شرائط پر مسلمان ہندو کے ساتھ ملنے کو تیار ہے۔ وہ ہندو کو منظور نہیں .... اگر اٹھائیس کروڑ لوگ کسی ملک کو آزادی دلا سکتے ہیں۔ تو اکیس کروڑ بھی دلا سکتے ہیں .... جہاں تک کانگریس کا تعلق ہے۔ اس نے تو فرقہ داری کو جواب دے دیا ہے۔ ایک بھی مسلمان اس میں شامل نہ ہو۔ اسے پرواہ نہیں وہ اپنے رستہ سے نہ ہٹے گی۔ کانگرس نے غلطی کی۔ جو اس وقت تک فرقہ پرست مسلمانوں کے در کی سوالی بنی رہی"۔

ان سطور کا ایک ایک لفظ مسلمانوں کو کھلا چیلنج ہے۔ ہندو قوم نے صاف الفاظ میں اعلان کر دیا ہے۔ کہ ہمیں تمہاری فرودت نہیں۔ اور نہ ہم تمہارے حقوق کا خیال رکھنے کے لئے تیار ہیں۔ بآسانی سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ آج جبکہ ہندو بھی اسی طرح تہیدست ہیں۔ جس طرح مسلمان مگر پھر یہ حال ہے۔ تو کچھ ملنے پر کیا حالت ہوگی مسلمانان ہند کی اس تذلیل کے بہت حد تک وہ لوگ ذمہ دار ہیں۔ جو ڈاکٹر کچلو کے رنگ میں رنگین ہیں۔ چنانچہ پرتاپ نے بھی لکھا ہے۔ "کچلو کو کانگریس میں شامل ہونے کے لئے حقوق کے تصفیہ کی ضرورت نہیں اسے اپنے ہموطنوں پر وشواس ہے۔" اور زیادہ تر ذمہ واری ان لوگوں کے سر ہے۔ جو اس قوم کے امور مشترکہ میں بھی مسلمانوں کو ایک راستہ پر دیکھ نہیں سکتے۔ اور ہر گھڑی نفاق۔ فتنہ اور اختلاف کے درپے رہتے ہیں۔ اب بھی وقت ہے۔ کہ مسلمان اپنی ہستی کو فنا ہونے سے بچانے کے لئے متوجہ ہوں۔ اور جلد سے جلد متحدہ قدم اٹھائیں۔ اور کانگریس کی ملمع سازی کو کھولکر رکھ دیں۔

تقسیم حقوق کے خلاف طلسم سامری

سب سے بڑی افسوں کاری جو ہندو اخبارات تصفیہ حقوق کے خلاف پیش کر رہے ہیں۔ یہ ہے۔ کہ

"تصفیہ آپ حقوق کا چاہتے ہیں۔ اور وہ حقوق اس وقت کسی بھی ہندوستانی کے قبضہ میں نہیں ہیں۔ بلکہ غیر ہندوستانیوں کے پاس ہیں۔ جو چیز ہمارے پاس ہے ہی نہیں۔ اس کے متعلق تصفیہ کس طرح کیا جا سکتا ہے۔ اصول بھی۔ دانشمندی بھی اور تواریخ بھی یہی بات کہتی ہے۔ کہ پہلے مل کر متحد ہو کر وہ چیز حاصل تو کر لو۔ پھر اس کا تصفیہ بھی کرا لینا"۔ (ملاپ ۹ فروری)

"مسلمان کہتا ہے۔ پہلے میرے حقوق دے لو۔ پھر میں تمہارے ساتھ شامل ہونگا۔ اور پھر حقوق بھی وہ جو میں مانگتا ہوں۔ ان میں کمی بیشی کی گنجائش نہیں۔ ہندو کا جواب ہے۔ کہ جس کے پاس حقوق ہیں۔ اس سے مانگو۔ ہندو تو خود اپنے حقوق کے لئے لڑ رہا ہے۔ تمہیں کیا دے"۔ (پرتاپ ۶۔ فروری)

اس عبارت کی ادبی خوبیوں سے قطع نظر یہ سمجھ لینا چاہیئے۔ کہ آپ فرما رہے ہیں۔ ابھی تک حقوق انگریزوں کے پاس ہیں۔ اس لئے ان سے لو۔ ہندوؤں سے یہ مطالبہ نادانی۔ جہالت اور اصول کے خلاف ہے۔

افسوس کہ اس لچر اور پوچ دلیل پر ہندو اخبارات اترا رہے ہیں گویا انہوں نے بڑی زبردست دلیل پیش کر دی ہے۔ بھلا ان دانشمندوں سے کوئی پوچھے۔ یہ کون کہتا ہے، کہ تمہارے پاس حقوق ہیں۔ تم اپنے پاس سے دے دو۔ اور یہ کس نے تمہیں بتایا۔ کہ مسلمان تم سے سائلانہ حیثیت میں مانگتے ہیں۔ ہرگز نہیں۔ مسلمان آئندہ کے لئے ایک دستور اساسی اور باعزت سمجھوتہ کے لئے تیار ہیں۔ اور اس کے بغیر کبھی اتحاد نہیں ہو سکتا اور نہ ہی آزادی مل سکتی ہے۔ پس یہ بیان سراسر سفسطہ ہے کہ انگریزوں سے حقوق مانگو۔ کیونکہ حقوق ان کے پاس ہیں۔ ایک طرف تم متحدہ قومیت کے راگ گا رہے ہو۔ اور دوسری طرف بجائے باہمی سمجھوتہ کرنے کے مسلمانوں کو ٹکا سا جواب دیا جاتا ہے۔ اور انگریزوں کی چشم عنایت کے التفات کا محتاج بتایا جاتا ہے۔ اے کاش کہ مسلمان آج سے چند سال پیشتر ہندو لیڈروں کی طرح براہ راست انگریز مدبرین سے مل کر اپنی سکیم ان کے ذہن نشین کرا دیتے۔ تو آج یہ طعنہ سننے کی نوبت نہ آتی۔ لیکن اب بھی وقت ہے۔ مگر بہت تھوڑا۔

میں اس دلیل کے بیان کنندوں سے کہنا چاہتا ہوں۔ اگر آج تصفیہ حقوق بے محل راگنی اور آزادی کے راستہ میں پتھر ہے۔ تو نہرو رپورٹ کے مبینہ تصفیہ کے برخلاف تم لوگوں نے کیوں یہ نہ کہا۔ کہ یہ ابھی "قبل از مرگ واویلا" ہے۔ اس وقت تم اس کی حمایت کرتے رہے جس سے ظاہر ہے۔ کہ تصفیہ کے تم خلاف نہیں۔ بلکہ مسلمانوں کے تناسب آبادی سے حقوق حاصل کرنے کے خلاف ہو۔ اور آزادی کے بعد بھی رہو گے۔ کیونکہ تمہارا مقصد محض مسلمانوں کی ہستی کو صفحہ ہند سے ناپید کرنا ہے۔

قابلیت اور ناقابلیت کا ڈھکوسلا

پسماندہ اقوام کی ترقی اور ترفع کے لئے تمام جگہ ہمدردی پائی جاتی ہے۔ مگر بدنصیب بھارت ماتا کے کہلانے والے سپوت ہی اس جذبہ انسانی سے عاری ہیں۔ وہ شودر اور دیگر محکوم اقوام پر ظلم کرتے کرتے اتنے سنگدل ہو گئے ہیں۔ کہ اب ان کے لئے کسی کو بنظر عنایت دیکھنا بدترین جرم ہے۔ مسلمانوں کے خلاف یہ لوگ جس عداوت نفرت اور کینہ توزی کو دل میں رکھتے ہیں۔ اس کا کچھ اندازہ ان تمدنی احکام سے ہو سکتا ہے جن میں سے ایک چھوت چھات ہے۔ جب کبھی کسی جگہ مسلمانوں کو ان کے حقوق دئے جانے کا سوال پیدا ہوا۔ تو ان "محبان وطن" نے اس میں روڑے اٹکانے شروع کر دئے۔ اور جھنجھلا اٹھے۔ کسی جگہ اپنے غیر معمولی اقتدار کے باعث مسلمانوں کی تخریب شروع کر دی۔ کہیں قابلیت اور ناقابلیت کا سوال پیش کر دیا اور اپنی قابلیت کے ترانے گانے لگ گئے" ملاپ" نے اپنے محولہ بالا پرچہ میں ایک طرف تو تصفیہ حقوق کو بے محل اور خلاف دانشمندی لکھا ہے۔ اور دوسری طرف گوس انا ولا غیری بجاتے ہوئے تحریر کیا ہے:۔

"اچھا اگر حقوق کا تصفیہ کرنا ہی ہے۔ تو کر لیجئے۔ پنجاب کے سکھوں اور ہندوؤں کو ان کا پورا حصہ دیجئے۔ اور ان کے حقوق محفوظ

کیجئے۔ لیکن مذہب اور فرقہ کے لحاظ سے نہیں۔ بلکہ قابلیت اور لیاقت کے لحاظ سے" (۹۔ فروری)

اس سے صاف واضح ہو گیا۔ کہ دراصل ہندو کا مطلب یہ نہیں کہ تصفیہ حقوق نہ ہو۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ مسلمان کو اس کے "مذہب اور فرقہ کے لحاظ سے" حقوق نہ مل جائیں۔ یعنی بالفاظ دیگر تناسب آبادی کی تقسیم درست نہیں۔ تو کیا اب یہ سوال پیدا نہ ہوگا کہ "جو چیز ہمارے پاس ہے ہی نہیں اس کے متعلق تصفیہ کس طرح کیا جاسکتا ہے؟" لیکن مدیر "ملاپ" کو اس سے کیا غرض:۔

"میں تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ کہ مسلمان قابلیت اور لیاقت میں ہندو سے پیچھے رہ سکتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ بشرطیکہ اس کی رفتار ترقی کو حیلہ سازی سے بند نہ کر دیا جائے۔ یا اپنے ناجائز اقتدار سے اس کے راستے مسدود نہ کر دیئے جائیں۔ اس وقت تک مسلمانوں کی جو حالت ہے۔ وہ بہت حد تک ہندوؤں کے تعصب کے صدقہ میں ہے۔ وہ ہر محکمہ میں کوشش سے ہندو ہی کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ہر جگہ ہندو حکومت ہی نظر آرہی ہے۔ اور اگر کسی جگہ مسلمانوں کے حقوق کا معمولی سا خیال بھی کیا جاتا ہے۔ تو ہندو "سیخ پا" ہو جاتے ہیں۔ یہ حقیقت واضحہ اخبار "بندے ماترم" کے الفاظ میں یوں بیان کی گئی ہے:۔

"سرکار ان حقوق کا خوب فائدہ اٹھا رہی ہے۔ اور کانگریس کا نام لے کر سفا لبتہ نااہل مسلمانوں کو سرکاری عہدہ جات اور وظائف دے دیتی ہے۔ جس سے ہندو جھنجھلا اٹھتے ہیں۔ اور ملکی آزادی کی تحریک رک جاتی ہے۔ لہذا اندریں حالات ۵۶ فیصدی کو رکا مطالبہ سراسر نقصان دہ اور قبل از مرگ واویلا کے مترادف ہے" (۹۔ فروری سنہ ۱۹۳۰ء)

آج جبکہ اہلیت و قابلیت کا معیار ایک تیسری قوم کے ہاتھ میں ہے تب یہ حال ہے۔ تو جب سارا دارومدار ہی ان بنیوں کے اشارہ پر ہوگا۔ اس وقت پھر نہ معلوم ان کی "جھنجھلاہٹ" کہاں تک پہنچیگی۔ پس دراصل قابلیت و لیاقت کا بھی محض ایک ڈھونگ ہے۔ ورنہ یہ قوم اس بات پر تلی بیٹھی ہے۔ کہ مسلمانوں کی ہستی کو مٹا دے۔ اور "قبل از مرگ واویلا" کی لطیف مثال میں اس حقیقت کو واشگاف کر دیا گیا ہے۔ مگر ہم کہتے ہیں۔ واویلا اگر کرنا ہے۔ تو قبل از مرگ ہی چاہیئے۔ تا کچھ بن بھی سکے۔ مرنے کے بعد واویلا سراسر نادانی ہے۔

لیاقت کا معیار از روئے ویدک دھرم

ہندو اور آریہ اخبارات جو لیاقت کی رٹ لگا رہے ہیں یہ محض ظاہرداری ہے۔ ممکن ہے۔ کوتاہ بین نظریں اس فریب میں پھنس کر رہ جائیں۔ اس لئے ہم ان کی آگاہی کے لئے بتا دینا چاہتے ہیں۔ کہ ویدک دھرم نے اچھے سلوک یا تخریب کے لئے کیا معیار قائم کیا ہے۔ شودروں کے متعلقہ احکام کو جانے دو۔ وہ پرانے قصے ہیں۔ مگر روشنی کے زمانہ کے "رشی" کے الفاظ میں "سچی انسانیت کا تقاضا" پڑھو۔ لکھا ہے:۔

"دھرماتما لوگ خواہ کتنے ہی بے کس۔ کمزور اور بے ہنر کیوں نہ ہوں (پھر بھی آریہ یا ہندو) اپنی ساری طاقت سے ان کی حفاظت ترقی اور ان کے خوش کن برتاؤ کے لئے کوشش کرے۔ اور ادھرمی خواہ سب سے بڑھ کر صاحب وسیلہ۔ نہایت طاقتور اور صاحب لیاقت بھی ہو۔ تو بھی اس کی بربادی۔ تنزل اور تخریب ہمیشہ کیا کرے"

(ستیارتھ پرکاش ص۴۰۵ طبع پنجم)

کیا اس حکم کی موجودگی میں ایک لمحہ کے لئے بھی مسلمان توقع رکھ سکتے ہیں۔ کہ ہندو اس "سچی انسانیت کے تقاضا" کو چھوڑ کر مسلمان کی لیاقت کی وجہ سے اس کو ترقی کرنے دے گا۔ ایسا ہرگز نہ ہوگا۔ بلکہ اس کا مسلمان ہونا ہی کافی جرم ہے۔ کہ اس کی بربادی کے منصوبے سوچے جائیں۔ اس کے تنزل کے ذرائع پر عمل کیا جائے۔ اس کی تخریب کی کوشش کی جائے۔ کیونکہ وہ "ادھرمی" ہے۔ گویا جب تک سب مسلمان ہندو یا آریہ نہ بن جائیں وہ کسی صورت میں بھی "صاحب لیاقت" قرار نہ دئے جائیں گے۔ پس وہ مسلمان جو "لیاقت" کے خوش کن اعلان پر پھولے نہیں سماتے۔ وہ پہلے ہندو قوم کے نظریہ پر غور کریں:۔

مسلمانان ہند کے لئے لمحہ فکریہ

ان حالات کے پیش نظر کہ ہندو ان کو پرکاہ کے برابر قیمت نہیں سمجھتے۔ ان کے مطالبات کو پائے استحقار سے ٹھکرا رہے ہیں۔ ان کی لیاقت پر جھنجھلا اٹھتے ہیں۔ اور اپنے مذہب کی رو سے مسلمان کو صاحب لیاقت مان ہی نہیں سکتے۔ مسلمانان ہند پر ایک بہت نازک وقت ہے۔ اس وقت ان کی زندگی اور موت کا سوال پیش ہے۔ ابھی سنبھلنے کا وقت ہے۔ مگر تھوڑے عرصہ کے بعد یہ موقعہ بھی نہ رہے گا۔ مسلمانوں کو چاہئے۔ کہ تمام سیاسی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر متحدہ جدوجہد کریں۔ اور اپنے پاؤں پر کھڑے ہو جائیں۔ کیونکہ دوسروں کے سہارے کھڑا ہونے والا ہر وقت خطرہ میں ہے۔ اور کوئی قوم اس سے صلح کے لئے ہاتھ نہیں بڑھا سکتی۔ بلکہ اس کے ہاتھ بڑھانے پر نفرت سے منہ پھیر لے گی۔

گئو رکھشا کی حقیقت

آج تک کوئی بھی ہندو "گئو کی پوترتا" کا ایسا فلسفہ بیان نہیں کر سکا۔ جس کی بنا پر دوسرے دودھ دینے والے مویشیوں کی حفاظت اس کی نسبت ضروری نہ قرار دی جاسکے تاہم ہندو قوم گئو رکھشا کو تمام ملکی مسائل سے زیادہ اہمیت دے رہی ہے۔ اور اس غرض کو پورا کرنے کے لئے بڑی سے بڑی قربانی کرنے کے لئے بھی آمادہ و تیار رہتی ہے۔ اس کی وجہ سوائے اس کے اور کوئی نہیں۔ کہ یہ ایک ایسا نقطہ ہے جس پر تمام پڑھے لکھے اور جاہل ہندوؤں کو جمع کر کے غیر ہندوؤں کے خلاف بھڑکایا جاسکتا ہے۔ ورنہ کہاں کی "پوترتا" اور کہاں کا "تقدس"۔ خود ان کے اپنے دل بھی اس کے قائل نہیں۔ اور اس حقیقت کا انکشاف آئے دن کسی نہ کسی طرح ہوتا رہتا ہے معاصر "تازیانہ" (۱۴۔ فروری سنہ ۳۰ء) نے ایک ہندو وکیل شری برج موہن لال کا ایک مضمون بعنوان "بھارت میں گئو بدھ" نقل کیا ہے۔ جس میں وکیل صاحب لکھتے ہیں:۔

"آٹھ دس سال تک وکالت کرتے رہنے پر ہم نے اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ کہ ساہوکار منڈی قرضداروں کے خلاف پائی ہوئی ڈگریوں میں منقولہ مال قرق کراتے وقت جن چیزوں کو بڑے چاؤ سے قرقی نیلام کرواتی ہے۔ وہ ہیں قرضداروں کے گائے اور بیل۔ ہندو ساہوکار اور اس کا منیم اپنے ہی کھاتے اور مقدمہ کی مسلیں لئے کھڑا رہتا ہے۔ اور وہیں پر قصائی یا قصائی کا دلال بولی بولتا ہے۔ دو چار آدمی ساہوکار کی طرف سے بولی بڑھاتے ہیں۔ اور اس طرح کسانوں کا گئو دھن ساہوکاروں کی بلی بیدی پر ضائع کر دیا جاتا ہے۔ اس طرح ہماری دھارنا ہے۔ کہ کم از کم ۵۔لاکھ گئوئیں ہر سال موت کا لقمہ بن جاتی ہیں"

پھر لکھتے ہیں:۔

"ہندوستان میں چار لاکھ قصاب ہیں۔ جن کا گذارہ و پیشہ زیادہ تر گوشت گاؤ بیچنا اور گاؤ کشی کرنا ہے۔ ان کو ساہوکاروں سے روپیہ قرض ملتا ہے"

ایک تجربہ کار ہندو کی اس رائے سے ہندوؤں کی گئو رکھشا کی حقیقت اچھی طرح ظاہر ہے:۔

مسلمان لڑکی کی ہندو سے جبراً شادی

اخبارات میں یہ خبر پڑھ کر ہماری حیرت کی کوئی حد نہ رہی۔ کہ ریاست بھوپال میں ایک مسلمان لڑکی کی شادی ایک ہندو کے ساتھ جبراً کر دی گئی ہے۔ لڑکی کی عمر ۱۲ سال ہے۔

بیان کیا گیا ہے۔ کہ لڑکی کی ماں کو راضی کر لیا گیا تھا لیکن باپ خلاف تھا اب مقدمہ عدالت میں دائر ہے جس کی کئی پیشیاں ہو چکی ہیں۔

ایک اسلامی ریاست میں ایک مسلمان نابالغ لڑکی کی شادی اس کے باپ کی مرضی اور منشاء کے خلاف ہندو مرد کے ساتھ ہونا نہایت ہی شرمناک اور دلدوز واقعہ ہے۔ ہندو ریاستوں میں اور جہاں جہاں ہندوؤں کا زور ہے۔ انگریزی علاقہ میں بھی آئے دن مسلمان عورتوں پر جو ظلم و ستم روا رکھے جاتے اور مسلمانوں کی عزت و آبرو پر ہاتھ ڈالا جاتا ہے۔ وہ کوئی پوشیدہ بات نہیں۔ لیکن اگر مسلمانوں کی عزت اور مسلمان لڑکیوں کی آبرو کسی اسلامی ریاست میں بھی ہندوؤں کی دستبرد سے محفوظ نہیں رہ سکتی۔ تو پھر بتایا جائے۔ مسلمانوں کا کہاں ٹھکانا ہے:۔

ہم ریاست بھوپال کے ذمہ وار اصحاب کی خدمت میں عرض کرینگے۔ کہ اس قسم کے مجرموں کو عبرتناک سزائیں دی جائیں۔ تاکہ آئندہ کوئی اس قسم کی حرکت نہ کرے۔

نیا رسول آنا چاہئیے یا پرانا

المحدیث ۷ فروری لکھتا ہے۔

"ختم نبوت کے معنے صرف یہ ہیں۔ کہ اللہ جل شانہٗ جو وقتاً فوقتاً انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرما کر لوگوں کی ہدایت کیلئے ارسال کرتا رہا ہے۔ اب اس ہادی کامل صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد کوئی نیا رسول نہ بنائے گا۔ ختم نبوۃ میں آیندہ ہونیوالے نبیوں کی نفی ہے۔ پرانے انبیاء کی نہیں"

مگر سوال یہ ہے۔ کہ ہادی کامل صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد خدا تعالیٰ کوئی نیا رسول کیوں نہ بنائیگا۔ کیا اس لئے کہ (نعوذ باللہ) اب اس سے کوئی رسول بن نہیں سکتا۔ کیونکہ نبی بنانے کی ساری قدرت ہادی کامل کے بنانے میں صرف ہو گئی۔ یا اس لئے کہ اب دنیا کو کسی نبی کی ضرورت ہی پیش نہیں آسکتی۔ صورت اول تو کوئی عقل و سمجھ رکھنے والا انسان تسلیم نہیں کر سکتا۔ رہی صورت ثانی۔ اس کے نادرست ہونے کا اقرار مندرجہ سطور میں خود "المحدیث" نے یہ لکھکر کر لیا ہے۔ کہ "ختم نبوۃ میں آیندہ ہونیوالے نبیوں کی نفی ہے۔ پرانے انبیاء کی نہیں"

"پرانے انبیاء" کے آنے کا استثنا بتاتا ہے۔ کہ غیر احمدی بھی اس بات کی ضرورت سمجھتے ہیں۔ کہ ہادی کامل صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی دنیا کی اصلاح اور مخلوق خدا کی راہ نمائی کے لئے "انبیاء" آئیں۔ ہاں اس کے ساتھ وہ یہ شرط لگاتے ہیں۔ کہ کوئی نیا نبی نہ آئے بلکہ "پرانے" آئیں۔ ہم پوچھتے ہیں۔ جو خدا پرانے نبی بھیج سکتا ہے۔ وہ نئے کیوں نہیں بھیج سکتا۔ اور رسول کریم صلعم کا کامل ہونا اگر ایسے انبیاء کے آنے میں روک نہیں۔ جن کی شریعت آپ کی شریعت سے جدا تھی۔ تو پھر آپ کے غلام اور آپ کے اُمتی نبی کے آنے میں کیوں روک بن سکتا ہے۔

خدارا غور کیجئے۔ ضد اور تعصب سے علیحدہ ہو کر غور کیجئے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا کمال یہ ماننے سے ظاہر نہیں ہوتا۔ کہ آپ کے بعد خدا تعالےٰ کوئی نیا نبی نہیں بنا سکتا۔ بلکہ آپ کا کمال اس سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اب دنیا کو اصلاح کی جب بھی ضرورت پیش آئے۔ رسول کریم صلعم کا کوئی نہ کوئی غلام اسے پورا کرتا رہیگا۔ اسی طرح رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی شان اس سے برتر ثابت نہیں ہوتی۔ کہ آپ کی امت کی اصلاح کے لئے خدا تعالےٰ ان پرانے انبیاء کو بھیجے۔ جن کی امت الگ۔ جن کی شریعت الگ۔ جن کے احکام الگ ہیں۔ بلکہ اس طرح ثابت ہوتی ہے۔ کہ آپ کی اتباع۔ آپ کی اطاعت اور آپ کی غلامی کے طفیل نبوت کا درجہ حاصل کرنے والے کو مبعوث کرے ؞

کانگریس نے "کامل آزادی" کے حصول کے لئے اسمبلی اور کونسلوں کا بائیکاٹ ضروری قرار دیا ہے۔ کانگریس کے مسلمان پوجاری تو صرف یہی جانتے ہیں۔ کہ کانگریسی دیوی جو کچھ کہے۔ اسے بلا چون وچرا اور بغیر حیل وحجت فوراً مان لیا جائے۔ لیکن ہندو چونکہ دیوی دیوتاؤں کے پرانے نبض شناس ہیں۔ اس لئے وہ ایسے ڈھنگ جانتے ہیں۔ کہ ہاتھ سے بھی کچھ نہ چھوٹے اور دیوی بھی راضی ہو جائے۔ چنانچہ جہاں کانگریسی مسلمان کانگریس کے حکم کو آسمانی وحی سے بھی زیادہ اہمیت دیتے ہوئے کونسل یا اسمبلی سے دو ٹوک فیصلہ کر رہے ہیں۔ وہاں ہندو اپنی دور اندیشی کے صدقے استعفار بھی دے رہے ہیں۔ اور ساتھ ہی قبضہ بھی جمائے ہوئے ہیں۔

ہندوؤں نے اسمبلی اور کونسلوں کے لئے اپنے نمائندے پہلے ہی سوچ سمجھکر قابل افراد منتخب کئے تھے۔ لیکن اب جبکہ بعض ممبروں نے کانگریس کے حکم کی تعمیل میں علیحدگی اختیار کی۔ تو ہندوؤں نے ان کی بجائے بہترین لوگوں کو داخل کر دیا۔ اور بعض حالات میں تو کانگریس کے حکم کا نہایت عجیب طور پر مضحکہ اُڑایا گیا۔ چنانچہ اسمبلی سے رائے زادہ ہنسراج نے استعفیٰ دیا۔ تو ان کی جگہ ان کے بھائی رائے زادہ بھگت رام کھڑے ہو گئے۔ اور بلا مقابلہ منتخب بھی ہو گئے۔ گویا اسمبلی کی ممبری بھی گھر میں ہی رہی۔ اور کانگریس کے حکم کی تعمیل بھی ہو گئی۔ جو لوگ کانگریس کے معمولی سے معمولی حکم کی بجا آوری میں اس طرح حیلے تلاش رہے ہوں۔ نہ معلوم گاندھی جی ان سے کیا توقع رکھتے ہیں۔

کانگریس کی مجلس عاملہ نے گاندھی جی کو کلی اختیارات دے کر اجازت دیدی ہے۔ کہ چاہے وہ مکمل آزادی کے خوشنما اور نظر فریب گلشن تک پہنچا دیں۔ چاہے تباہی و بربادی کے مہیب اور ہولناک گڑھے میں گرا دیں۔ لیکن گزشتہ تجربہ اور مشاہدہ بتاتا ہے۔ کہ اس جد وجہد سے جو فائدہ ہوگا۔ وہ تو ہندوؤں کو ہوگا اور جو وبال آئیگا اس کے مورد مسلمان ہونگے۔ کیونکہ ہندو اس قدر ہوشیار اور وقت شناس ہیں کہ ایک گاندھی کیا۔ اگر ہزار گاندھی بھی انہیں کہیں۔ کہ وہ اندھا دھند بغیر سوچے سمجھے ان کی ہر بات مان لیں۔ تو ہندو کبھی اس کے لئے تیار نہ ہونگے۔ یہ بدبختی مسلمان کہلانے والوں کی قسمت میں ہی لکھی ہے۔ کہ ع

جدھر ڈھل گئے ہو گئے بس اُدھر کے

ہندو لیڈر اور ہندو اخبار عرصہ سے یہ کوشش کر رہے ہیں۔ کہ گاندھی جی کے متعلق بھی اپنا یہ عام طریق عمل ہندوؤں کے ذہن نشین کر دیں۔ کہ میٹھا میٹھا ہڑپ اور کڑوا کڑوا تھو۔ جن لوگوں کو عرصہ سے یہ سبق پڑھایا گیا ہو۔ صاف ظاہر ہے۔ کہ ان کے نزدیک گاندھی جی کے "مختار کل" ہونے کا صرف یہی مطلب ہو سکتا ہے۔ کہ ان کے کلی اختیارات صرف مسلمانوں کے لئے ہونگے۔ ہندو جو بات معقول سمجھیں گے۔ اسے تسلیم کریں گے۔ اور جسے نقصان رساں دیکھینگے۔ اس کا انکار کر دیں گے۔

ممکن ہے۔ کوئی سمجھے۔ ہندوؤں کے متعلق ہم نے جو راز منکشف کیا ہے۔ وہ ناقابل تسلیم ہے۔ بھلا ایسے لوگ جو دن رات گاندھی جی کے راگ گاتے ہوں۔ جو انہیں دنیا کا سب سے بڑا انسان بتاتے ہوں۔ جو انہیں "مہاتما" سمجھتے ہوں۔ انکے متعلق یہ خیال کہ وہ انکی پوری تقلید اور ان کے ہر حکم کی کمل تعمیل کرنے کے لئے تیار نہ ہونگے۔ کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ اس لئے ہم ایک دو حوالے پیش کرتے ہیں۔

ہندو اخبار "سندھ ہیرلڈ" نے گاندھی جی کی "حکمت عملی" کا ذکر کرتے ہوئے لکھا "شاید ہندوستان میں اب بھی ایسے لوگ ہونگے۔ جو مسٹر گاندھی کی سیاسی دانشمندی کے معتقد ہونگے۔ لیکن اب ہم ان میں سے نہیں ہیں۔ ہماری عقل و خرد انکے فلسفہ سے بغاوت کرتی ہے" (الامان ۱۹ جنوری)

صاف ظاہر ہے۔ کہ جو لوگ گاندھی جی کی سیاسی دانشمندی کے قائل ہی نہیں۔ وہ انکے ہر ایک حکم پر کس طرح سر جھکا سکتے ہیں۔

اور سنیئے۔ بھائی پرمانند جی ایم۔ اے تحریر فرماتے ہیں۔

"ہمیں نہ مہاتما گاندھی کی اور نہ پنڈت موتی لال صاحب کی دانشمندی میں اتنا وشواش ہے۔ کہ بلا سوچے سمجھے انکے ہر قدم کو صحیح تصور کر لیں"

(آریہ ویر ۷ جنوری)

کون کہہ سکتا ہے۔ کہ جو لوگ گاندھی جی کے متعلق اس صفائی کے ساتھ اپنے خیالات کا اظہار کر رہے ہیں۔ وہ انکی اندھا دھند تقلید پر آمادہ ہو سکیں گے۔ اگر گاندھی جی عدم تعاون اور سول نافرمانی کی مہم کو تو ان بھائیوں سے

خطبہ جمعہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورۃ فاتحہ کی ایک آیت کے نکات

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۲۱ فروری سنہ ۱۹۳۰ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

یوں تو سورۃ فاتحہ خطبہ جمعہ سے پہلے

برکت اور دعا

کے طور پر مَیں ہمیشہ ہی پڑھتا ہوں۔ لیکن کبھی کبھی اس سے مراد یہ بھی ہوتی ہے۔ کہ خطبہ کا مضمون اس سے تعلق رکھتا ہے۔ اور آج اسی رنگ میں مَیں نے اس کی تلاوت کی ہے۔ آج میں اس کی آیت اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم کی طرف

جماعت کو توجہ

دلانا چاہتا ہوں۔ دل تو چاہتا تھا۔ کہ اس کے متعلق زیادہ تفصیل سے بیان کروں۔ مگر جلسہ کے بعد مجھے کھانسی جو شروع ہوئی ہے کہ پھر آرام نہیں ہوا۔ ایک دن اگر رُک جاتی ہے۔ تو دوسرے دن پھر شروع ہو جاتی ہے۔ خصوصاً روزہ کی حالت میں گلے میں خراش زیادہ معلوم ہوتی ہے۔ رات کو آرام ہو جاتا ہے اور بعض اوقات گو میں سمجھتا ہوں۔ کہ بالکل ہی آرام ہو گیا۔ لیکن دن میں گلے میں شاید خشکی کے باعث پھر پیدا ہو جاتی ہے۔ اس لئے میں تفصیل سے بیان نہیں کر سکتا۔ مگر امید کرتا ہوں۔ کہ میرے الفاظ میں جو کمی رہ جائے گی۔

احباب کے ذہن

اسے خود پورا کر لیں گے۔

ہم روزانہ دعا کرتے ہیں۔ کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیھم۔ اور ایک دفعہ نہیں دو دفعہ نہیں تین دفعہ نہیں۔ روزانہ چالیس پچاس دفعہ یہ دعا کرتے ہیں۔ اور اس دعا میں ہم کئی باتوں کا اقرار کرتے ہیں۔ جو اپنی ذات میں

نہایت اہم

ہیں۔ مگر تعجب ہے۔ کہ اعمال میں ان کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ پہلی چیز جس کا اقرار اس میں کرتے ہیں۔ یہ ہے۔ کہ

صراط مستقیم

دنیا میں موجود ہے۔ کیونکہ اگر موجود نہ ہو۔ تو مانگ کس طرح سکتے ہیں۔ عقلمند انسان وہی چیز مانگتا ہے جسکا اسے یقین ہو۔ کہ دنیا میں موجود ہے۔ جو چیز میسر ہی نہ آ سکے۔ کوئی ہوش وحواس رکھنے والا انسان اس کے لئے دعا نہیں کیا کرتا۔ تو یہ دعا کر کے ہم گویا اس بات کا اقرار کرتے ہیں۔ کہ واقعی کوئی ایسی راہ موجود ہے۔ جو انسان کو خدا تعالےٰ تک پہنچا سکتی ہے۔ یہ اقرار معمولی نہیں۔ اگر واقعی دل میں یہ خیال راسخ ہو۔ کہ انسان خدا تعالیٰ تک پہونچ جاتا ہے۔ تو

زندگی کا نقشہ

ہی بالکل بدل جائے۔ جن باتوں کے متعلق انسان کو یقین ہو۔ کہ اسے مل سکتی ہیں۔ ان کے لئے وہ اور ہی رنگ میں جد وجہد کرتا ہے۔ اور وہ باتیں ہر وقت اور تمام کاموں میں اس کے مدنظر رہتی ہیں۔ اور کسی وقت بھی وہ ان کو نہیں بھُولتا۔ پس اگر یہ صحیح ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ مل سکتا ہے۔ اور اس کے ملنے کے ذرائع کھُلے ہیں۔ تو یہ بھی صاف ہے۔ کہ دنیا کی اور کوئی چیز اس کے مقابلہ میں نہیں ٹھہر سکتی۔ جسے خدا مل جائے۔ اسے بھلا اور کیا چاہیئے۔

دنیا کے سارے عذاب

اس کے لئے ہیچ ہیں۔ دنیا میں لوگ بادشاہوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے جانیں تک دیدیتے ہیں۔ حالانکہ انکی خوشنودی کا انہیں کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ اگر ایک انسان مارا جائے اور اس کے بعد بادشاہ واہ واہ کہہ بھی دے۔ تو مرنے والے کو کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ مگر باوجود اس کے بادشاہ سے جو تعلق اور محبت لوگوں میں پائی جاتی ہے اس کی وجہ سے لوگ جانیں دے دیتے ہیں۔ اور خیال کرتے ہیں۔ اگر زندگی میں ہمارا نام بادشاہ تک نہیں پہنچ سکا۔ تو شاید موت کی خبر ہی اسے پہونچ جائے اور وہ خوش ہو جائے۔ اسی خیال کے ماتحت لڑائی میں جاتے ہیں۔ اور گولی یا تلوار سے مرجاتے ہیں۔ آگے ان کا معاملہ خدا سے ہوتا ہے۔ خواہ جہنم میں ڈالے یا جنت میں۔ مگر محض اس لئے کہ ان کا نام بادشاہ تک پہنچ جائے۔ وہ جان دیدیتے ہیں۔ یا پھر یہ خیال ہوتا ہے۔ کہ اگر بچ رہے۔ تو شاید اس جان نثاری کے عوض میں کبھی بادشاہ تک پہنچ جائیں۔ اور اس

امید موہوم

کی وجہ سے ہی وہ اپنی جان کو خطرہ میں ڈال دیتے ہیں۔ بسا اوقات ایسے لوگ مر جاتے ہیں۔ لیکن ایک سپاہی خواہ وہ کتنے ہی اخلاص سے کیوں نہ جان دے۔ بادشاہ سے کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ کیونکہ بادشاہ کی طاقت میں یہ بات نہیں۔ کہ اگلے جہان میں جاکر اس سے مل سکے۔ اور کچھ دے سکے۔

چونکہ اس آیت سے قبل اللہ تعالےٰ کا ذکر ہے۔ اس لئے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ صراط مستقیم میں

خدا تعالیٰ کا راستہ

ہی مانگا جا رہا ہے۔ اگر اوپر مکہ مدینہ کا ذکر ہوتا۔ تو یہ رستہ بھی مکہ مدینہ کا ہی سمجھا جاتا۔ یا اگر لندن یا پیرس یا کسی اور ملک کا ذکر ہوتا۔ تو راستہ بھی وہیں کا ہوتا۔ اور اگر تجارت یا زراعت کا ذکر ہوتا۔ تو ہم کہتے رستہ سے مراد اسی کا رستہ ہے۔ لیکن چونکہ اوپر اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔ اس لئے لازماً راستہ سے مراد بھی اسی کا راستہ ہے۔ کیونکہ سب سے مقدم یہاں وہی چیز ہے۔ جس کا ذکر پہلے آیا ہے۔ اور وہ اللہ تعالےٰ ہی ہے۔ پس جب ہم یہ دعا مانگتے ہیں۔ تو گویا اقرار کرتے ہیں۔ کہ

اللہ تعالےٰ تک پہنچنے کا راستہ

موجود ہے۔ اب سوچو۔ کہ اس شخص کے مقابلہ میں جو بادشاہ تک پہنچنے کی موہوم امید میں اپنی جان کھو دیتا ہے۔ ہماری کوششیں کتنی بڑی ہونی چاہئیں۔ اگر واقعی دل میں یقین ہے۔ کہ خدا تعالیٰ مل سکتا ہے۔ تو دیکھو تمہارے دل میں اسے ملنے کے لئے کتنی تڑپ ہے۔ جو شخص منہ سے تو یہ اقرار کرتا ہے۔ لیکن اس کے لئے کوشش نہیں کرتا۔ اور ہمیشہ یہی دعا کرتا رہتا ہے۔ کہ میرے ہاں بچہ ہو۔ جائداد اور ورثہ کے مقدمہ میں مجھے فتح ہو۔ تجارت چل نکلے۔ بارش پڑے۔ تا کھیتی ہو جائے۔ میرا دشمن زیر ہو جائے۔ اور خدا تعالےٰ سے ملنے کیلئے کوئی خواہش اسکے دل میں پیدا نہیں ہوتی۔ تو صاف پتہ لگ گیا۔ کہ یہ اقرار صرف

منہ کا اقرار

ہے۔ کیونکہ جن کو یقین ہوتا ہے۔ وہ کوشش بھی ضرور کرتے ہیں۔ اور اسے بہت زیادہ اہمیت دیتے ہیں۔ ایک ضرب المثل ہے نو نقد نہ تیرہ ادھار۔ یعنی ادھار کا چونکہ یقین نہیں ہوتا۔ اس لئے خواہ وہ زیادہ ہی ہو۔ اسے چھوڑ کر تھوڑے نقد کو لینا بہتر ہے۔ لیکن جس شخص کے دل میں

خدا تعالیٰ کی ملاقات کا یقین

نہ ہو۔ وہ باوجود خدا کا ہونے کے دنیا کو مقدم کر دیگا کیونکہ یہ سامنے نظر آتی ہے۔ جیسے پنجابی میں کہتے ہیں ”ایہہ جہان مٹھا۔ اگلا کن ڈٹھا“ یعنی یہ جہان اور اس کی لذات تو نظر آتی ہیں۔ لیکن اگلے جہان پر شبہ ہے۔ اور شبہ پر یقین کو کوئی قربان نہیں کیا کرتا۔ لیکن جو شخص منہ سے کہتا ہے۔ اھدنا وہ اقرار کرتا ہے۔ کہ مجھے خدا تعالیٰ پر پورا یقین ہے۔ اور جسے یہ یقین ہو۔ وہ دنیا کی کسی چیز کو اس پر قربان نہیں کریگا۔ اسے خواہ آگ میں ڈال دیا جائے۔ خواہ بھوکا اور پیاسا رکھا جائے اس کے جسم کو خواہ کتنی بھی تکلیف پہونچائی جائے۔ لیکن اس کی روح

لذت سے بھری ہوئی

ہوگی۔ کہ میں خدا تعالیٰ کے لئے قربانی کر رہا ہوں۔ اور اگر کسی وقت وہ اس تکلیف کو بوجھل محسوس کرے۔ تو وہ وہی وقت ہو سکتا ہے۔ جب اسے خدا سے ملنے کا شک پیدا ہو گیا ہوگا۔ کیونکہ اگر یقین ہوگا۔ تو وہ کسی تکلیف کی بھی پرواہ نہیں کریگا۔ اور یہی کہیگا۔ کیا ہوا اگر مجھے تکالیف پہنچتی ہیں۔ جبکہ میں خدا سے ملنے والا ہوں۔

غرض جب انسان کے

دل میں یقین

ہو۔ تو اس کا نقطہ نگاہ بالکل بدل جاتا ہے۔ اس وقت خواہ کتنی مصائب آئیں۔ کچھ پرواہ نہیں ہوتی۔ اور انسان خوشی محسوس کرتا ہے۔ میرا یہ مطلب نہیں۔ کہ انسان دعا کرے۔ کہ اس پر تکالیف آئیں۔ بلکہ یہ ہے۔ کہ اگر خدا تعالیٰ تکالیف برداشت کرکے ہی ملتا ہو۔ تو پھر ہمیں راحت سے ان تکالیف کو برداشت کرنا چاہیئے۔ یہ تو ہر شخص کوشش کرتا ہے۔ کہ زندہ رہے۔ اور بادشاہ تک پہونچے۔ لیکن اگر مرنا ہی پڑے۔ تو مر جاتا ہے۔ طالب علموں کو

[illegible] سکول میں ایک ریڈر

پڑھائی جاتی ہے۔ جس میں ایک نظم ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ بادشاہ کی خوشنودی کے لئے لوگ کس طرح تکالیف اٹھاتے ہیں۔ فرانسیسی فوج ایک قلعہ پر قبضہ کرنے کے لئے کوشش کر رہی تھی۔ اور نپولین کھڑا دیکھ رہا تھا۔ اور سوچتا تھا کہ اگر ہمیں فتح نہ ہوئی۔ تو کس قدر عظیم الشان نقصان ہوگا۔ اتنے میں ایک سپاہی دوڑتا ہوا آیا۔ اور اسے بشارت دی۔ کہ قلعہ فتح ہو گیا۔ لیکن اس نے خیال نہ کیا۔ اور اور سوالات پوچھتا رہا۔ اتنے میں اس نے دیکھا۔ کہ سپاہی کے پہلو سے گولی نکل گئی ہے۔ یہ دیکھکر اس نے کہا۔ دیکھو تمہارے گولی لگی ہے۔ اور خون بہہ رہا ہے۔ سپاہی اس جوش میں تھا۔ کہ بادشاہ تک یہ خبر پہونچا دوں۔ اور محض اس نگاہ کے لئے کہ بادشاہ اس گولی کو دیکھ لے۔ جو اس نے اس کے لئے کھائی ہے۔ زخمی ہونے کی حالت میں دوڑا ہوا گیا تھا۔ ورنہ ایسی حالت میں تو اٹھا بھی نہ جاتا۔ تو انسان اپنی

محبوب ہستی کی خوشنودی

کے لئے ہر تکلیف کو بخوشی برداشت کر لیتا ہے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کی ملاقات کا ہمیں یقین ہے۔ تو ہر اس تکلیف کو جو اس کے راستہ میں پہونچے۔ بخوشی برداشت کرنے کے لئے تیار رہنا چاہیئے۔

دوسری چیز

جس کا اقرار اس آیت میں ہے۔ یہ ہے۔ کہ اس رستہ پر چلنا بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہے۔ کیونکہ اگر یہ بات نہ ہوتی۔ تو ہم کہتے۔ اے خدا تیرا بڑا احسان ہے۔ کہ تو نے ہمیں رستہ بتا دیا۔ اب ہم اس پر چلتے ہیں۔ مگر نہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے۔ بلکہ کہتے ہیں۔ کہ تو نے رستہ دکھا دیا۔ اب اس پر ہمیں لے بھی چل۔ گویا وہی مثل ہوئی۔ کہ لا دے۔ لدوا دے۔ اور لادنے والا ساتھ دے۔ یعنی چیز بھی دے اور اسے جانور پر بھی رکھدے۔ اور ساتھ آدمی بھی دے۔ تا اگر رستہ میں ضرورت پیش آئے۔ تو وہ لاد سکے۔ تو اھدنا میں ہم یہ مانتے ہیں۔ کہ رستہ کا دکھانا اور اس پر چلانا اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ پہلی بات یعنی راستہ دکھانا

انبیاء کا کام

ہے۔ اور اس طرح ہم تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کلام کا سلسلہ جاری ہے۔ یہ ماننے کے بعد ہمارے دل میں خواہش پیدا ہونی چاہیئے۔ کہ ہمیں خدا تعالیٰ کی طرف سے بشارت مل جائے۔ اور اس کا ہم سے ایسا معاملہ ہو۔ کہ اس کے کلام کے ذریعہ سے ہمیں یقین واثق ہو جائے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے الہام کے لئے اصرار کرنا ناپسند فرمایا ہے۔ لیکن اس کے یہ معنے نہیں۔ کہ الہام اپنی ذات میں ناپسندیدہ چیز ہے شریعت نے استخارہ کا حکم دیا ہے۔ جس کے معنے یہ ہیں۔ کہ اے خدا! تو اس کام میں ہماری رہنمائی کر۔ خواہ وہ تعبیری الہام سے ہو۔ خواہ وحی خفی سے ہو۔ اور خواہ کشفی نظارہ ہو۔ تو ہماری رہنمائی کر۔ پس معلوم ہوا۔ کہ صرف نبوت یا ماموریت کی خواہش ناجائز ہے۔ لیکن یہ خواہش کہ خدا تعالیٰ براہ راست رہنمائی کرے یہ ناجائز نہیں۔ گویا اگر الہام کے لئے کوئی قید نہ لگائی جائے۔ تو یہ جائز ہے۔

پس جب ہم یہ دعا کرتے ہیں۔ تو سوچنا چاہیئے کتنے ہیں جن کے اندر یہ تڑپ ہوتی ہے کہ خدا تعالیٰ کی طرف سے براہ راست اور کسی انسانی واسطہ کے بغیر ہمیں ہدایت حاصل ہو۔ جب اپنے اندر اس بات کی خواہش نہ ہو۔ تو خدا تعالیٰ کیوں یہ نعمت دیگا۔ وہ بادشاہ ہے۔ اور صرف خواہش کرنے کے بعد ہی متوجہ ہوتا ہے۔ اور خدا تعالیٰ سے براہ راست تعلق کے بغیر

ایمان کی تکمیل

نہیں ہو سکتی۔ انبیاء اور ان کے قائم مقاموں سے بھی اسی وقت فیض حاصل ہو سکتا ہے۔ جب ان سے براہ راست ذاتی تعلق پیدا ہو۔ یہی وجہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام تاکید فرمایا کرتے تھے۔ کہ بار بار ملتے رہنا چاہیئے۔ اور میں بھی یہ نصیحت کرتا رہتا ہوں۔ اگرچہ دل ڈرتا بھی ہے۔ کیونکہ جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے اتنی بڑی ہو گئی ہے۔ کہ ہر ایک سے ذاتی طور پر واقفیت رکھنا آسان نہیں۔ مگر یہ صحیح ہے۔ کہ جب تک تعلق نہ ہو۔ اور تعلق بھی متعلم ہونے کا ہو۔ یہ نہیں۔ کہ آئے بیٹھے اور باتیں کیں۔ اور سب کچھ وہیں جھاڑ کر چلے گئے چکنے گھڑے کی طرح نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ یہ نیت ہو۔ کہ شاگرد کی طرح کچھ حاصل کرنا اور پھر اس سے فائدہ اٹھانا ہے۔ اور یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ فائدہ عمل کرنے سے ہی ہو سکتا ہے۔ ساری باتوں پر تو عمل کرنا مشکل ہے۔ لیکن کم از کم نیت یہ ضرور ہونی چاہیئے۔ کہ فائدہ اٹھانا ہے۔ تو براہ راست تعلق کے بغیر

فیضان حقیقی

حاصل نہیں ہو سکتا۔ اور اگر یہ تڑپ موجود نہیں۔ تو بتاؤ۔ اس دعا کا فائدہ کیا ہوا۔ دوسری چیز جو اس میں بتائی گئی ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ عمل کی طاقت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی حاصل ہوتی ہے۔ کیونکہ اھدنا کے معنے دکھانا بھی ہیں۔ اور چلانا بھی۔ گویا ہر عمل کے وقت اللہ تعالیٰ سے مدد طلب کیجائیگی۔ اسے تأنی ضروری ہوگی۔ اور جوش میں کام نہیں کیا جائیگا۔ اور دنیا میں بہت سی خرابیاں اندھا دھند کام کرنے سے پیدا ہوتی ہیں۔ اگر انسان کام سے پہلے سوچ لے۔ اور کوشش کرے کہ اللہ تعالیٰ خود پکڑ کر اسے لے چلے۔ تو وہ ضرور آہستگی سے چلیگا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قدم قدم پر

وحی الٰہی کا انتظار

کیا کرتے تھے۔ اور مومن سے بھی یہی امید کیجاتی ہے۔ کہ ہر بات میں خدا تعالیٰ سے ہدایت اور نور حاصل کرے۔ لیکن یہ نہیں۔ تو کم از کم اتنا تو غور کرے۔ کہ یہ کام جو میں کرنے لگا ہوں۔ منشاء الٰہی اور احکام رسالت کے مطابق ہے۔ یا نہیں۔ اور جب انسان غور کریگا تو ممکن ہے۔ تو میں تجربہ کی بنا پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ اسطرح وہ پیش آنیوالے نصف سے زیادہ

فتنوں سے محفوظ

رہ سکتا ہے۔ لیکن جو لوگ سوچتے نہیں۔ اور غور نہیں کرتے۔ بلکہ جو جی میں آئے کرنے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔ ان کی اس دعا کا کہ اھدنا۔ اے خدا ہمیں خود دکھا کچھ مقصد نہیں ہو سکتا

تیسری چیز جو اس آیت سے معلوم ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ اھدنا کے سننے چلائے چل کے بھی ہوتے ہیں جس کا یہ مطلب ہؤا کہ اسے پڑھنے والا اقرار کرتا ہے۔ کہ باوجود خدا تعالےٰ کے چلانے کے پھر بھی راستہ میں کئی روکیں ہو سکتی ہیں۔ اس لئے ضرورت ہے۔ کہ خدا خود چلاتا جائے۔ ورنہ شیطان اس کے راستہ میں آکر روک پیدا کر دیتا ہے۔ کیونکہ اس وقت خدا بندے میں سے ہو کر آ رہا ہوتا ہے۔ اور شیطان خدا تعالےٰ سے اس وقت بھاگتا ہے۔ جب وہ اپنے جلال میں ظاہر ہو۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسے اگر شکاری شکار کے سامنے ظاہر ہو جائے۔ تو شکار بھاگ جائیگا۔ لیکن اگر وہ کسی بیل یا کسی اور چیز کی اوٹ میں چلے تو شکار نہیں بھاگتا۔ اسی طرح جب خدا بندے میں سے ہو کر اسے چلا رہا ہوتا ہے۔ اس وقت شیطان رستہ میں کھڑا ہو سکتا ہے۔ لیکن جب خدا تعالےٰ اپنے جلال میں نمایاں ہو کر ظاہر ہوتا ہے۔ اس وقت نہیں ٹھیر سکتا۔ اس لحاظ سے ضروری ہے۔ جو انسان کوئی نیک کام کرے۔ وہ تھوڑے تھوڑے عرصہ کے بعد یہ بھی سوچ لے۔ کہ اس میں کوئی غلطی تو پیدا نہیں ہو گئی۔ مینے

بہتر سے بہتر سکیم

جاری کر کے دیکھا ہے۔ اگر دو تین سال تک اس پر غور نہ کیا جائے اس کی نگرانی نہ کی جائے۔ تو کئی نقائص پیدا ہو جاتے ہیں۔ جب دیکھا جاتا ہے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ بعض ہدایات پر عمل نہیں ہو رہا ہوتا۔ بعض ہدایات وقتی ہوتی ہیں۔ انکی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ اس لئے ان کا چھوڑ دینا ضروری ہوتا ہے۔ بعض نقائص جو پہلے ذہن میں نہ تھے۔ بعد میں پیدا ہو جاتے ہیں۔ اسی طرح اگر

بار بار نگرانی

نہ کی جائے۔ تو نیک کاموں میں بھی کئی نقائص پیدا ہو جاتے ہیں۔ پس یہ دعا کرنی چاہیئے۔ کہ خدایا نگرانی بھی کیجو۔ کہ ہم ٹھیک چلتے ہیں۔ یا نہیں۔ اب آپ لوگ سوچیں۔ کبھی اللہ تعالیٰ سے نگرانی کے لئے عرض بھی کی ہے۔ بعض لوگ کہہ دیتے ہیں ہم نیک کام کر رہے ہیں۔ ہمیں کسی کی کیا پرواہ ہے۔ لیکن یہ بات غلط ہے۔ پرواہ ہونی چاہیئے۔ ہر انسان کو دوسرے کی پرواہ ہوتی ہے۔ گو یہ علیحدہ بات ہے۔ کہ کسی کی احتیاج اپنے فائدہ کے لئے اور کسی کی دوسروں کے فائدہ کیلئے ہوتی ہے۔ مگر احتیاج ہوتی سب کو ہے۔ انبیاء کو شریعت نافذ کرنے کے لئے اتباع کی احتیاج ہوتی ہے۔ غرضیکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا سب محتاج ہیں۔

پس اھدنا کہنے والے کو یہ تین باتیں ماننی پڑتی ہیں اس سے آگے جب وہ اھدنا کہتا ہے۔ تو اس کا یہ مطلب ہوتا ہے۔ کہ نہ صرف مجھے یہ باتیں عطا کر بلکہ

میرے ساتھیوں کو بھی دے

لیکن اگر ہم اس ہدایت کو جو پہلے ہی ہمارے پاس ہے۔ اور جو خدا تعالےٰ نے ہمیں دے رکھی ہے۔ اپنے شہر والوں۔ محلہ والوں۔ دوستوں اور رشتہ داروں کو نہیں پہنچاتے۔ اور انہیں اس سے مستفیض نہیں کرتے تو پھر کس منہ سے خدا تعالےٰ سے ان کے لئے اور ہدایت طلب کر سکتے ہیں۔ ایک شخص کے بیوی بچے بھوکے مر رہے ہوں۔ اور وہ بادشاہ یا کسی امیر سے ان کے کھانے کے لئے سوال کرے اور جو کچھ وہ دے۔ اسے لے جا کر طاق میں رکھ چھوڑے۔ اور بچوں کو نہ دے۔ تو اگلے دن اور کے لئے وہ کس طرح سوال کر سکتا ہے۔ اور دینے والا کیوں اسے کچھ دیگا۔ اسی طرح اللہ تعالےٰ نے جو ہدایت ہمیں دی ہے۔ اگر وہ دوسروں کو ہمنے پہنچا دی ہے تو ہمارا حق ہے۔ کہ اور بھی مانگیں۔ لیکن اگر پہلی ہی نہیں پہنچا سکے۔ تو ہماری یہ دعا کبھی قبول نہیں ہو سکتی۔

آپ لوگ سوچیں

آپ میں سے کتنے ہیں جو اس ہدایت کو دوسروں تک پہنچا رہے ہیں۔ کم از کم نصف ایسے ہونگے جن کو دوسروں کی فکر نہیں۔ اور پھر کئی تو ایسے بھی ہیں۔ جنہیں اپنی بھی فکر نہیں۔ اگر سالہا سال گذر جاتے ہیں۔ اور ان کے ذریعہ ایک شخص بھی احمدی نہیں ہوتا۔ تو پھر کس طرح کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ مزید ہدایت دوسروں کے لئے طلب کرنیکا حق رکھتے ہیں۔ یہ ناممکن ہے۔ کہ اگر ہم پیچھے پڑ جائیں تو کامیابی نہ ہو جس چیز کو لے کر حضرت مسیح موعود علیہ السلام اکیلے کامیاب ہو گئے۔ اور ایسے وقت میں کامیاب ہوئے۔ جب تمام دنیا جان کی دشمن ہو رہی تھی۔ اور کوئی جماعت بھی ایسی نہ تھی جس کا دوسروں پر کچھ اثر ہو سکے۔ تو آج اگر کوشش کی جائے۔ تو کیوں کامیابی نہ ہو۔ پس یہ ناممکن ہے۔ کہ ہم ہدایت کے لئے اُٹھیں۔ اور کامیاب نہ ہوں۔ ممکن ہے بعض لوگ کہدیں۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بعض انبیاء ایسے گذرے ہیں۔ جن پر صرف

ایک ہی ایمان لانے والا

تھا۔ لیکن انہیں یہ بھی تو خیال رکھنا چاہیئے۔ کہ ممکن ہے۔ وہ انبیاءؑ ایک ہی خاندان کی طرف مبعوث کئے گئے ہوں۔ اس خاندان کے دس افراد ہوں۔ جن میں سے ایک ایمان لے آیا ہو۔ یا وہ کسی خاص گاؤں کی طرف ہوں جس کی آبادی صرف ہزار افراد کی ہو۔ اور ان میں سے دس ماننے والے ہوں۔ یہ ضروری نہیں۔ کہ جن انبیاءؑ کو ایک شخص نے مانا۔ وہ کروڑوں کی طرف مبعوث ہوئے ہوں وہ ایک خاندان کی طرف مبعوث ہونگے۔ اور اگر اس میں سے ایک نے بھی مان لیا۔ تو انہوں نے دین قائم کر دیا۔ مومن بھی انبیاء کے اتباع ہوتے ہیں۔ اس لئے انہیں بھی چاہیئے۔ جلدی کوشش سے دین کو قائم کرنے کی کوشش کریں۔

ہدایت جب اللہ تعالےٰ کی طرف سے آجاتی ہے۔ تو

اللہ تعالےٰ کا منشاء

ہوتا ہے۔ کہ وہ پھیلے۔ اس لئے اسے پھیلانیوالوں کی تائید کے لئے فرشتے کھڑے ہوتے ہیں۔ تبلیغی کام کو ترقی دینے کیلئے مینے دس سال

اشتہارات کا سلسلہ

جاری کیا تھا۔ پہلے میری خواہش تھی۔ کہ وہ پچاس ہزار شائع ہو۔ لیکن بعد میں میرا خیال صرف تیس ہزار کا ہی تھا۔ پھر بھی دوستوں نے ساٹھ ہزار منگوائے ہیں۔ لیکن جہاں میرے اندازہ سے دو گنی تعداد میں انہوں نے اشتہار خرید کئے ہیں۔ وہاں یہ ابھی تک نہیں بتایا۔ کہ ان ہدایات پر جو اس کے متعلق دی گئی تھیں۔ کہاں تک عمل کیا ہے۔ اور نہ ہی ابھی تک یہ بتایا ہے۔ کہ ان کو

ترتیب سے تقسیم

بھی کیا گیا ہے یا نہیں۔ اور نہ ہی اگلے اشتہار کے متعلق مشہرہ شرائط کو پورا کیا ہے۔ اسلئے اگلے اشتہار کی اشاعت میں تاخیر ہو رہی ہے۔

بعض لوگوں نے جنوری میں تبلیغ کے لئے بہت کوشش کی اور اس مہینے میں

بیعت کرنے والوں کی تعداد

کافی تھی۔ لیکن فروری میں پھر تعداد کم ہو گئی۔ ممکن ہے یہ رمضان کی وجہ سے ہو۔ لیکن احادیث میں آتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم رمضان کے مہینہ میں بہت صدقہ دیا کرتے تھے۔ اور آپ کی مثال تیز ہوا کی طرح ہوتی تھی۔ اور

دین کی تبلیغ سے بہتر صدقہ

اور کیا ہو سکتا ہے۔ یوں بھی مشہور ہے۔ کہ بھوکا شیر زیادہ لڑا کرتا ہے اس لحاظ سے بھی رمضان میں تبلیغ زیادہ ہونی چاہیئے تھی۔ مگر افسوس ہے۔ دوستوں نے کم توجہ کی۔ یا پھر یہ تسلیم کرنا پڑیگا۔ کہ انہوں نے روزے نہیں رکھے۔ کیونکہ اگر رکھتے تو بھوکے شیر کی طرح زیادہ جوش دکھاتے اور

تبلیغی حلقہ کو زیادہ وسیع

کرتے۔ مگر فروری میں جنوری سے کمی آگئی ہے۔ اب یہ

رمضان کا آخری عشرہ

ہے۔ احباب کو کوشش کر کے اس کمی کو پورا کر دینا چاہیئے۔

احمدیت کی صداقت

اب اس قدر واضح اور نمایاں ہو چکی ہے۔ اور اس کی تائید میں اس قدر نشانات ظاہر ہو چکے ہیں کہ ممکن نہیں کوئی معقول آدمی اس کا انکار کر سکے۔ لیکن ضرورت اس امر کی ہے۔ کہ اندھا دھند پیچھے پڑ جائیں۔ اور اگر ہمارے دوست اس طرح کریں۔ تو چند سال میں ہی دنیا کی کایا پلٹ سکتی ہے۔ یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ ہر آدمی جو احمدیت میں داخل ہوتا ہے۔ وہ بمنزلہ ایک اینٹ کے ہے۔ جو اس فصیل میں لگتی ہے۔ جو اسلام کی حفاظت کے لئے خدا تعالےٰ نے بنائی ہے۔ اور یہ فصیل احمدیت ہے۔ ہر احمدی کو کوشش کرنی چاہیئے۔ کہ اسے زیادہ سے زیادہ اونچا کرنے کی کوشش کرے۔ تا دشمن کود کر اندر نہ آسکیں۔

اس آیت میں بہت سے سبق ہیں۔ جن میں سے میں نے چند ایک